الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

شرف المناقب

یعنے

سوانح عمری حضرت عاشق الٰہی جناب بو علی قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

جسکو

سابق مین لالہ چرنجی لال صاحب مالک مطبع محب ہند نے حضرت حمید الدین بن فضائل کی فارسی کتاب سے ترجمہ کرکے چھپوایا تھا

اب حسب اجازت جناب منشی جگن ناتھ صاحب دہلوی

خادم الفقراء

مرزا محمد عبد الغفار مالک افضل الاخبار دہلی نے اپنے مطبع

افضل المطابع دہلی مین چھپوا کر شائع کیا

قیمت فی جلد ۴ / ؁۱۳۲۲

قیمت فی جلد ۴ /

مختصر فہرست کتب بک ایجنسی و دیگر اشیاء متعلقہ افضل المطابع دہلی حویلی اعظم خاں

حضرات ناظرین! ہم اور اشتہار والوں کی طرح جناں او جنیں کو پسند نہیں کرتے صرف یہہ کہدینا کافی ہے کہ ہمارے کارخانہ میں عربی فارسی اُردو پشتو اور سنسکرت وغیرہ مختلف کتابیں ہمیشہ بکتی رہتی ہیں۔ طویل فہرست سے آپ کو معلوم ہوجائیگا کہ ہماری ایجنسی جمیع علوم فنون کی مختلف کتابوں کا بڑا ذخیرہ رکھتی ہے۔ اسلامی اور انگریزی مڈرس کی کتابیں شمس العلماء مولانا حالی اور شمس العلماء مولوی نذیر احمد صاحب و شمس العلماء منشی ذکاء اللہ صاحب کی تصانیف کا پورا سلسلہ اور اکثر مشہور ناول آپکو ہماری معرفت بکفایت ملیں گے مترجم و معرا قرآن مجید متبرک مقامات کے نقشہ جات دہلی بمبئی لندن کی مطبوعہ حمائلیں خط لکھنے کا کاغذ لفافہ دہلی کی ساخت کی مشہور چیزیں سادہ کاری زیور۔ ٹوپیاں۔ جوتے۔ گھنٹے گھڑیاں اور اُنکے علاوہ دیگر ضروری چیزیں ہم بکفایت واحتیاط روانہ کر سکتے ہیں کتابوں کے علاوہ دیگر اشیاء کی درخواست کے ساتھ نصف قیمت پیشگی آنی چاہیئے۔ پانچ روپیہ سے زائد کے خریدار کو کمیشن بھی دیاجاتا ہے جسقدر تعداد خریداری کی ہوگی اُسیقدر زیادہ کمیشن دیاجائیگا۔ نیز ہمارے مطبع میں چھپائی بھی نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ خوشخطی اور صحت کا اہتمام بلیغ کیا گیا ہے۔ اُردو عربی فارسی کتابیں عمدگی اور صفائی اور صحت کے ساتھ ہم اپنی ذمہ داری سے چھاپتے ہیں سب سے بڑا اسباب کا انتظام کیا گیا ہے کہ اہل فرمائش کی خدمت میں اُنکی فرمائش وغیرہ ٹھیک وعدہ پر بھیجی جاتی ہے باایں ہمہ چھپائی کا نرخ بھی گراں نہیں جو خط و کتابت سے طے ہوسکتا ہے جو صاحب اپنی کتاب اس مطبع میں چھپوائیں گے بشرطیکہ تعداد ۵ جزو سے کم نہوگی کتاب کا اشتہار جو تقریباً ۱ سطر کا ہوگا افضل الاخبار میں ایک ماہ تک مفت شائع کیا جائیگا اگر کوئی صاحب اپنی تازہ تصنیف اپنی لاگت سے چھپوا سکیں تو بشرط پسند مطبع اپنی لاگت سے چھاپ سکتا ہے۔ محصول ڈاک ہر ایک چیز کا ذمہ خریدار کے۔

نام کتاب — قیمت

سعادت الکونین فی فضائل الحسنین رضہ

آجتک اس تذکرہ سراپا الم کے متعلق نظم و نثر جسقدر کتابیں چھپی ہیں افراط و تفریط کے سبب اصلی واقعات سے خالی ہیں نظر بریں ہم نے تذکرۂ ماتمین کے متعلق یہ کتاب سعادت الکونین فی فضائل الحسنین نہایت مفصل چھپائی ہے جسکی ہر ایک روایت مستند حدیثوں اور تاریخ کی معتبر کتابوں سے لی گئی ہے زبان کی سلاست اور محاورات کی نفاست ہرگز اجازت نہیں دیتی کہ کتاب کو بغیر ختم کئے ہاتھ سے رکھدیجئے۔ رفاہ عام کے لئے اسکی قیمت بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ یعنی فیجلد صرف — ۱۲ر

تفریح الاحباب فی مناقب الآل والاصحاب

خلفاء اربعہ کے فضائل و مناقب عشرہ مبشرہ کے مجملاً ازواج مطہرات کے فضائل تمام اہلبیت کے مستوجب خصائل حضرات حسنین کے برگزیدہ فضائل سچ تو یہ ہے کہ دریا کو کوزہ میں بندکردیا ہے ایک کالم عربی دوسرا اسمیں اُردو جسمیں عربی کا پورا پورا ترجمہ صفحہ بصفحہ ہے یہ کتاب لائق دید ہے قیمت باوجود بڑے حجم کے بہت ہی کم ہے فیجلد صرف۔ — عہ

جواہر الایقان فی حفظ الایمان

فاتحہ سوم چہلم محفل میلاد وغیرہ کا ثبوت غیر مقلدوں کے عقائد فاسدہ کا رد عبد الوہاب نجدی کا ذکر اختلافی مسائل کے رد کرنیمیں اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں چھپی قیمت صرف — ۱ر

تذکرہ صابریہ

یعنی سوانح عمری مخدوم علاء الدین علی احمد رحمۃ اللہ علیہ صابری پیران کلیری جسمیں آپکی پیدائش پرورش تعلیم بیعت شادی اور کلیر شریف میں تشریف لانا اور وہاں مسجد وغیرہ کو الٹ دینے کا حال نہایت تفصیل کے ساتھ لکھا ہے قیمت — ۴ر

بوستان غوثیہ

یعنی سوانح عمری حضرت غوث بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جس میں آپکی ولادت شجرہ نسب طفولیت۔ تعلیم بیعت کرامات فیض وصال آپکے صاحبزادگان و خلفاء وغیرہ کے نہایت مفصل حالات قلمبند کئے گئے ہیں یہ کتاب واقعی بینظیر اور قابل دید ہے قیمت فی مجلد۔ — سہر

سوانح بندہ نواز

اسمیں حضرت خواجہ سید محمد بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت شاہ نصیر الدین روشن چراغ دہلی کے حالات پیدائش نسب نامہ شجرہ شریف تحصیل علم حضرت روشن چراغ دہلی سے فیض حاصل کرنا آپکے اخلاق و علم کا بیان۔ وجہ تسمیہ بندہ نواز گیسو دراز ترک دہلی۔ آپکی کرامات گلبرگہ شریف میں تشریف لیجانا اور لوگونکو فیض پہنچانا اور آپکے وصال وغیرہ کا حال نہایت عمدہ طور پر لکھا گیا ہے آپکے ملفوظات سے عجیب و غریب تصوف کی دقیق اور بکار آمد باتیں درج کی گئی ہیں۔ مثلاً مزارات وغیرہ سے معیت

شناخت شیخ زمین بوسی مشائخ اقسام خلافت مستر کرامات معاملات اولیاء اللہ شناخت فقراء اصلی و مصنوعی صفت مراقبہ تعریف سماع حال صوفیہ کرام کی تعریف صورت بیعت تحقیق اصل فرقہ مشائخ سرعت الی اللہ کشف اولیاء اللہ وغیرہ وغیرہ بہت سے مفید اور ضروری مسائل ایسے لکھے گئے ہیں کہ شائقین تصوف کو عموماً اور سالکان سلوک کے لئے خصوصاً نہایت مفید ہیں قیمت صرف — ۸ر

تحفۃ الموحدین

مصنفہ عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اسمیں شرک و بدعت کا رد اور توحید کا عقلی اور نقلی دلائل سے ثبوت قیمت صرف — ۲ر

افضل الاخبار دہلی

یہ بارہ صفحہ کا ہفتہ وار متین و مہذب دہلی کا اخبار بوجہ اپنی بلاتعصب تمدنی اخلاقی کارناموں قومی کارگزاریوں ملکی سچی خبروں تازہ تار برقیوں کے علاوہ ہر طبیعت کے مذاق کا ایک پورا دلچسپ ذخیرہ ہے۔ تمام ہندوستان میں اپنا آپ ہی نظیر ہے اور لطف یہ کہ ظریفوں کے دل بہلانیکو چار صفحے بطور ضمیمہ دہلی پنچ کے نام سے بھی شامل ہیں باوجود اتنی ضخامت کے قیمت سالانہ مع محصول ے روپیہ نمونہ مفت — سکہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین - امابعد ضعیف ترین بندگان درگاہ الٰہی وامتان حضرت رسالت پناہی حمید الدین بن فضائل وکمالات شاہ بدہ کہ جسکے باپ دادا کا نسب عاشق الٰہی حضرت شاہ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتی فرحٰ اللہ علیہ کے برادر حقیقی قدوۃ العارفین شاہ نظام الدین عراقی کی اولاد بزرگ کے بھائی بندوں سے ملتا ہے اس طرح گذارش پرداز ہے کہ چونکہ اس خاکسار کو بفضل الٰہی ابتدائے طفلی اور شروع جوانی ہی سے یہ شوق غالب تہا کہ اس عاشق الٰہی ومرشد علی الاطلاق کا احوال جو مختلف رسالوں اور کتابوں میں متفرق درج ہے سب کو ایک جگہ جمع کرے اور جو کچھ بزرگوں سے سنا ہے وہ بہی اسی کے ساتھ ہی لکھکر ایک مختصر رسالہ آپکے حالات کا تالیف کرے تاکہ مشتاقان صاحب ذوق اور کسی کتاب یا رسالہ کے محتاج نرہیں اور زمانہ میں بندہ کی بہی کچھ یادگار رہے اس لئے یہ رسالہ بڑی سعی وکوشش سے تالیف کرکے شرف المناقب کے نام سے موسوم کیا گیا۔ مستمعان اخبار اور طالبان آثار سے یہ امید ہے کہ انکو اگر کسی وقت اس زمانہ میں خوشی حاصل ہو تو اس کتاب مستطاب کے کو ائف فاتحہ کے ساتہہ پڑھیں اور دعاخیر سے یاد وشاد فرمائیں مصرع نیست میر عاقل بغیر از نقل کار نقل کرتے ہیں کہ مولانا عبدالرحمن جامی نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہ السلام کے بعد اہل وصول کے دو گروہ ہیں اول مشائخ صوفیہ کہ جنہوں نے آنحضرت کی اطاعت کی وجہ سے درجہ وصول حاصل کیا اور بعد ازاں خلق اللہ کی کاربرآری کے لئے بطریق متابعت مقرر ہوئے - اور یہہ وہ

طائفہ کاملان مکمل ہے کہ جو بفضل الٰہی بحر توحید مین مستغرق ہو کر تفرقہ فنا سے ساحل بقا پر
پہنچا تاکہ خلق کی رہبری کرے۔ دوسرا گروہ وہ ہے کہ وصول کو بدرجہ کمال حاصل کرکے بحر جمع
مین مستغرق ہو کر ایسا فنا فی اللہ ہوا ہے کہ اسکا کچھہ پتہ و نشان ہی نہین۔ اور زمرہ سالکان
قباب عبرت اور متوطنان دریائے حیرت مین شامل ہو گئے اور ولایت کے پورے طور پر حاصل
ہونے کے بعد اوروں کی تکمیل انکے سپرد ہوئی۔ اور حضرت قلندر عاشق الٰہی اس دوسرے گروہ مین سے
تھے۔ اور اس دوسرے گروہ کے ادنیٰ۔ اوسط اور اعلیٰ۔ تین درجہ مین عاشق الٰہی زمرہ اعلیٰ مین تھے
اور آپ ہند کے مشہور ولیوں۔ بزرگ مقبروں اور احدیت کے عاشقوں راہ طریقت کے تیز چلنے
والوں۔ جام حقیقت کے سرمستوں مین سے ہین۔ جناب الٰہی کے مشتاقوں کے سردار۔
آنحضرت کی بارگاہ کے ولیوں کے بخشی۔ شیر خدا کے نائب۔ شاہ مردان کے بھید کے
جاننے والے۔ دریائے وحدت کے نہنگ مچھہ۔ دریائے معرفت کے موتی۔ عرفان کی بزم
کے زیب مسند۔ یقین کے محل کے مسند نشین۔ اویسیہ کے بزرگوں عاشقوں
مین سے ہین۔ اس اعلیٰ سلسلہ کے بزرگون مین سے ہین آپ کرامات ظاہری کے
مالک۔ مقاموں کے ماہر۔ حالات کاملہ کے واقف۔ پے درپے تصرفوں کے ظہور تھے
شریعت طریقت اور حقیقت مین بلند مرتبہ تھے۔ مجاہدہ مکاشفہ اور مشاہدہ مین اعلیٰ درجہ
رکھتے تھے۔ اور آپ نے بھی اسی مشرب کا پیالہ نوش فرمایا تھا جسکا جنید اور بایزید نے
نوش کیا تھا۔ آپ کے کمالات کا آوازہ اور کرامات کا شہرہ خلق خدا مین اس درجہ ہے
کہ اب اسکے شرح و بیان کی کچھہ حاجت نہیں ہے۔ جو کچھہ اسوقت لکھا جاوے وہ
بہت مین سے ذرا سا ہے اور سمندروں مین سے ایک قطرہ ہے۔ لاجرم یہان شرح
وتفصیل کی گنجایش نہین۔ تیمناً اور تبرکاً اختصار کے طور پر لکھتا ہون۔ اس عاشق الٰہی کا
عالی مرتبہ اس درجہ پہنچا تھا۔ کہ شیوخ عالم بھی اس جناب سے ارادت رکھتے تھے۔ آپ
کی کرامات ظاہری اور تصرفات عام تھوڑے عرصہ مین اس قدر پھیل گئے تھے۔ کہ ان مین
سے ادنیٰ کی بھی شرح نہیں ہو سکتی۔ اور عاشق الٰہی کی تعظیم مین تمام اولیا اللہ کا اتفاق
ہے۔ عجیب حالات کے جاننے والوں اور غریب آثار کے محققوں پر یہ بات پوشیدہ نہ ہے کہ

آپ کے مصنف رسالہ کے مطابق اور نیز دیگر کتب اور آنجناب کے بزرگ محرم رازلوگونکی زبانی قلندر
عاشق الٰہی کی ارادت مسند ولایت کے صدرنشین - ادنی واعلی بھیدوں کے جاننے والے
حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہ سے ملتی ہے کہ آپکی روح مقدس نے ان سے تربیت
پائی اور آپکی ارادت کے بارے مین زبانی قول بہت ہین - بعضوں کا قول ہے کہ خواجہ
قطب الدین دہلوی قدس سرہ سے ارادت تھی - بعضے کہتے ہین کہ امام الدین ابدال
سہروردی کے خلیفہ عاشق خدا شیخ شہاب الدین سے کہ جنکا مزار ظاہر اسہروردی مین ہے
ارادت رکھتے تھے لیکن جو کچھ کہ اس خاکسار کو تحقیق ہوا ہے وہ یہہ ہے کہ آپ نے حضرت
امیرالمومنین علی علیہ السلام کی روح مقدس سے تربیت پائی ہے اور پہلوں اور پچھلوں کے
علوم سے حصہ لیا اور فیض اٹھایا اور ایسا ہی بعض محققین نے بھی بیان کیا ہے اور جو لوگ
کہ قلندر عاشق الٰہی کو خواجہ قطب الدین دہلوی اور شیخ شہاب الدین سے منسوب
کرتے ہین اسکا ذکر اس گروہ کی نہ کسی کتاب مین اور نہ کسی رسالہ مین خاکسار کی نظر سے
گزرا - مگر ہاں اسقدر کہ آپ کبھی کبھی خواجہ بزرگ کی انجمن شوق اور مجلس وجد مین حاضر ہوتے
تھے اور حضرت خواجہ قدس سرہٗ انپر نہایت مہربانی فرماتے تھے - شیخ عبدالحق محدث
دہلوی نے بھی اخبارالاخیار مین آپ کی ارادت کی نسبت ایسا لکھا ہے کہ اُن
بزرگون مین سے کسی کیساتھ بھی کہیں ذکر نہین ہے -

نقل ہے کہ مولانا سراج الدین رکوعی سے کہ جو قلندر صاحب کے ہمعصر تھے ایک شخص نے
کہ جسکی عمر دوسو تیس برس کی تھی پوچھا کہ یا مولانا مجکو ایک بات دریافت کرنی ہے - مولانا نے
فرمایا کہ کہو - اسنے کہا کہ حضرت قلندر کس کے مریدوں مین سے تھے انہوں نے فرمایا کہ جناب پاک
علی کرم اللہ وجہ کے - اس نے کہا کہ اے مولانا یہ بات لوگوں مین مشہور نہیں ہے - انہوں
نے فرمایا کہ بھائی جو ارادت ظاہری سامان سے ہوا کرتی ہے وہ عام آدمیوں مین مشہور ہوتی
ہے - لیکن جو ارادت روحانی طور پر ہوتی ہے اسکا شہرہ عوام مین کیونکر ہو سکتا ہے ہاں
جو لوگ صاحب باطن ہین وہ اسکا سراغ لگا سکتے ہین - اور مولانا موصوف نے
یہہ بھی فرمایا کہ اے پیارے یہہ امر مینے اکثر قلندر عاشق الٰہی کی زبان مبارک سے سنا ہے

آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجکو حضرت امیرالمومنین سے اسطرح فیض پُہنچا ہے جس طرح آفتاب
کے چمکارہ سے دیوار چمک اٹھتی ہے۔ آپکا لکاس ولایت عراق سے ہے جنم بھوم قصبہ پانی پت
والد بزرگ کا نام نامی شیخ فخرالدین سالار عراقی۔ والدہ ماجدہ کا نام بی بی حافظہ بنت
جمال رحمتہ اللہ علیہما۔

نقل ہے کہ شیخ فخرالدین عراقی حال کے بڑے دانشمندوں میں سے تہے اور علم منقول و
معقول فقہ اور حدیث میں یکتا و ممتاز تھے۔ ایک دن اپنی خانقاہ میں بیٹھے ہوئے تھے
اچانک قلندران مسافر کا ایک گروہ اُنکے مدرسہ میں آیا۔ شیخ نے اول فقیرون کی
دعوت فرمائی انمیں ایک آدمی نہایت حسین اور خوبصورت تہا۔ ناگہان شیخ کی نظر اسپر
پڑی اور دل ہاتھ سے جاتا رہا اور بے قرار ہوگیا۔ تین چار روز تک ان منڈے ہوئے
قلندرون کو اس لڑکے کی خاطر کہ قلندروں کے لباس میں تہا مہمان رکھا۔ اور ہر وقت
طرح طرح کی نعمتوں سے سیر کیا اور پڑھانا لکھنا مطلق چھوڑ دیا اور قلندروں کو حضرت
شیخ کے حال سے آگاہی ہوئی اور وہاں سے باہر چلے آئے اور سفر اختیار کیا اور خراسان کا
راستہ لیا وہاں سے ایک دو منزل ہی پہنچے ہونگے کہ شیخ فخرالدین عراقی بے صبر و
بیطاقت ہوکر اُن فقیروں کے پیچھے دوڑے اور اُن تک جا پہنچے۔ جو اس نالایق قوم نے انکو
بیقرار پایا سب نے ایک زبان ہوکر کہا کہ اے شیخ تو مرد بزرگ اور عراق کا سردار ہے اور
ہم قلندران خوش باش اور اوباش اور چار ابرو کا صفایا کئے ہوئے ہیں ہم میں اور تجہہ میں کسی
طرح کچھ نسبت نہین معلوم ہوتی اور نہ کچھ محبت اور دوستی دکھائی دیتی ہے ہاں ہمارا سا
طریقہ اختیار کر اور ہمارا سا لباس پہن۔ ڈاڑھی مُوچھوں کو صفا دے تب تو ہماری صحبت
کے قابل ہووے شیخ فخرالدین نے جو دل وجاں سے عاشق ہو گیا تہا ناچار یہ تمام باتین
گھبراکر اختیار کین یعنے ڈاڑھی اور موچھوں کو سلام کیا اور انکا بھیس قبول کیا۔ لحظہ لحظہ اسکی
محبت بڑھتی جاتی تہی اور قید مضبوط ہوتی جاتی تہی یہانتک کہ خراسان کے گروہ
نواح کی سیر کرتے ہوئے ملتان کے حدود میں جا پہنچے اور شیخ بہاؤالدین زکریا قدس سرہ
کی خانقاہ مین جا اترے۔ جونہیں شیخ کی نظر مبارک ان پر پڑی تو کشف باطن سے

شیخ فخرالدین کو پہچان لیا اور کچھ ظاہر نہ کیا۔ دوسرے دن جو قلندروں نے ملتان سے
جانے کا ارادہ کیا تو شیخ بہاؤالدین نے انکو بلایا اور چاہا کہ باطنی کشش کے زور سے
شیخ فخرالدین کو اُن کے پھندے سے چھڑاوے اور اس بلا سے نجات دلاکر عرفان
کے جذبہ میں ڈالدے یہانتک کہ وہ درویش روانہ ہو گئے اور شیخ بہاؤالدین نے
انکا مقابلہ کیا۔ یکایک ایک بگولہ اٹھا اور آندھی آئی اور راستہ میں وہ فقیر جو سب اکٹھے
جارہے تھے تین تیرہ ہو گئے۔ اور شیخ فخرالدین عراقی ملتان میں بلاارادے خانقاہ
کے دروازے پر آپڑے۔ شیخ بہاؤالدین نے باطن کی صفائی سے دریافت کیا
کہ شیخ فخرالدین خانقاہ کے دروازے پر ہے انکو اندر بلایا اور اٹھے اور بغلگیر ہوئے
جونہی فخرالدین کا سینہ شیخ کے سینہ سے ملا اُس قلندربچہ کا خیال کہ جس سے وہ خراب ہو
رہا تھا مطلق انکے دل میں نہ رہا اور اس کی جگہ خدا تعالی کی محبت از حد پیدا ہو گئی۔
شیخ بہاؤالدین نے انکو اپنا خاص لباس عنایت کیا اور ایک حجرہ بتلادیا کہ اس مین
بیٹھکر شغل کرین جب شیخ فخرالدین آپکی صحبت میں رہنے لگے تو شیخ بہاؤالدین ہمیشہ
انپر نہایت عنایت فرمایا کرتے تھے یہانتک کہ اپنی بیٹی سے جو پاک دامنی اور پرہیزگاری
مین اپنے زمانہ کی رابعہ تھی انکا نکاح کردیا اور انکو خدا کے وصل پانے والوں مین
سے بنادیا۔

نقل ہے۔ کہ جب شیخ فخرالدین کی زوجہ مقدسہ نے وفات پائی تو تھوڑے دنوں
بعد شیخ بہاؤالدین نے چاہا کہ دوسری لڑکی سے شیخ عراقی کا نکاح کردین۔ اس
بارے میں اپنے بیٹے شیخ صدرالدین عارف سے صلاح کی کہ اس کام مین تمہاری
کیا مصلحت ہے۔ صدرالدین نے فرمایا کہ جنابمن حضرت فخرالدین کو ایک روز زینے خانقاہ
پر کھڑے ہوئے دیکھا کہ کپڑے اتارے ہوا کھارہے ہین اور صبح کی ٹھنڈی
ٹھنڈی ہوا سے خوش ہورہے ہین جس شخص میں اس قدر حظ نفس ہو
اسکو دوسری بیٹی دینی حیف ہے۔ شیخ نے فرمایا بابا صدرالدین اس قدر نفس
کی خوشی کرنی بھائی فخرالدین کے لئے مباح ہے۔ صدرالدین اس کام مین مانع

آیا۔ شیخ نے حضرت شیخ فخرالدین کو تھوڑے عرصہ بعد عراق کی طرف رخصت کر دیا۔ شیخ وہاں سے رخصت ہوکر ملک عراق کی طرف روانہ ہوگئے۔ جب ملک ہمدان مین پہنچے تو چند دن بعد ہمدان مین ہی سید السادات حضرت سید نعمت اللہ ہمدانی کرمانی کی ہمشیرہ سے کہ جنکا مزار شریف قصبہ ہانسی مین ہے نکاح ہوگیا۔ اور وہاں سے ملک عراق کو پھر واپس آئے اکثر معتبر آدمیوں کا بیان ہے کہ حضرت شاہ شرف الدین ابو علی قلندر عاشق الٰہی پانی پتی اور قطب جمال ہانسوی اور سلطان شاہ فرخ کہانوی اور شاہ صوفی کیتہلی آپس مین خلیرے بھائی ہین۔ حضرت شیخ فخرالدین عراقی کے دو صاحبزادے تھے۔ اول شیخ نظام الدین عراقی دوم قلندر عاشق الٰہی پانی پتی اور ان دونو قطبوں کی والدہ کا نام بی بی حافظ جمال ہے۔ جو صاحب کمال اور حافظ تھین۔ شیخ نظام الدین عراق مین پیدا ہوئے تھے اور عاشق الٰہی پانی پت مین۔ شیخ نظام الدین کی عمر بارہ تیرہ برس کی تھی کہ اپنے والدین سے رخصت ہوکر اور تجارت کے لئے ہندوستان کا ارادہ کرکے قصبہ پانی پت مین آئے۔ جو میدان یہاں کے بھلے اور سہاوے اور جنگل پاکیزہ اور دلکش معلوم ہوئے یہین رہنا اختیار کیا اور خدا کی طرف مشغول ہوگئے۔ جب شیخ فخرالدین کو اپنے فرزند نظام الدین عراقی کے دیکھنے کا بہت شوق غالب ہوا تو اس نور معانی کی تلاش مین ہندوستان کی طرف آئے اور پانی پت مین قیام کرکے رہنا شروع کر دیا۔ خدا کو اس طرح منظور تھا کہ شیخ عراقی سے عاشق الٰہی پانی پت مین پیدا ہوں اور آپ کے قدم کی برکت سے یہہ ولایت بند دار الشرف بنے۔

نقل ہے ۔ کہ جب عاشق الٰہی پیدا ہوئے تو آپ نے رونا شروع کیا اور دودھ نہین پیا اور آنکھ بھی نہیں کھولی۔ جب تین دن اسی طرح گزر گئے۔ تیسرے دن شیخ فخرالدین گھر سے باہر آکر کیا دیکھتے ہین کہ ایک مست درویش چہڑا اوڑہے ہوئے دروازہ پر کھڑا ہے اس سے سلام علیک کی درویش نے سلام کا جواب دیا اور کہا اے شیخ تجھے مبارک ہو۔ تیرے بیٹے کے دیکھنے کا منتظر ہون۔ شیخ اسکا ہاتھ پکڑ کر گھر مین لے گیا۔ عاشق الٰہی کو دکھلایا۔ درویش نے اس نونہال چمن کے دیکھتے ہی اسکی پیشانی چومی اور کلام اللہ کی

یہہ آیت فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ عاشق الٰہی کے کان مین آہستہ آہستہ پڑھی اسی وقت رونا بند ہوگیا۔

درویش نے فرمایا کہ اے شیخ تیرا بیٹا عاشق الٰہی ہے عاشقوں کا بھید کسی سے نہین کہنا چاہیے یہہ بات فرمائی اور شیخ کی نظر سے غائب ہوگیا۔

نقل ہے ۔کہ حضرت رسالت پناہ محمد مصطفٰے صلے علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات کو فردوس اعلےٰ کی بلندی پر گزرتے تھے وہان دیکھا کہ ایک مست ہاتھی رنگ کا سرخ ناچ رہا ہے آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ خدا کا یہ کیا بھید ہے جبرئیل نے جواب دیا کہ یا محمد صلعم یہہ مست ہاتھی شرف الدین عاشق الٰہی ہے ۔کہ عاشقون مین سے ایک عاشق ہے اور تیری امت مین ہے حضرت صلعم نے خوش ہوکر خدا کی درگاہ مین شکریہ ادا کیا اور فرمایا (الحمد للہ رب العلمین) سب تعریف ہے اس خدا کے لئے جو تمام مخلوق کا پالنے والا ہے امیری امت مین ایسے لوگ بھی ہین!۔

نقل ہے ۔کہ عاشق الٰہی چالیس برس تک علوم دینی اور فتوی کے پڑھنے مین پرانی دہلی کے کسی مقام پر جو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ کے اردگرد تھا مشغول رہے اور زیارت اور مجاہدے بہت کئے۔ بعد ازان علم ظاہر کو دل سے بھلا کر اور کتب خانہ کو دریا مین ڈالکر جنگل کو نکل گئے۔ رات دن استغراق مین رہنے لگے ۔چنانچہ کتابون مین اکثر جگہ درج ہے اور پہلے لوگ یہی بیان کرتے ہین کہ آپنے دانہ پانی کیطرف چالیس برس تک اصلا رخ نہیں کیا۔ آپ کو وہ درجہ حاصل ہوا تھا کہ اگر کوئی آپ کے پاس سے گذرتا تھا اور اسکو جمال کی نظر سے دیکھہ لیتے تھے تو وہ کامل ولی ہوجاتا تہا۔ اور جو جلال کی نگاہ سے ملاحظہ فرماتے تھے تو خاک ہوجاتا تھا۔قصہ مختصر یہ ہے کہ جو کوئی شخص مقام کمال اور کرامات اور باطنی قوت مین بلا واسطہ حضرت علی مرتضیٰ جیسے شخص سے فیض یاب ہو وہ کسقدر عالی رتبہ اور بلند درجہ ہوگا۔

نقل ہے ۔کہ شوق الٰہی کے جوش مین آپکو ایک رات مین ستر دفعہ نہانے کی حاجت ہوئی اور آپ نے ستر ہی دفعہ غسل فرمایا اور بہی کئی راتین اسی طرح گزرین ۔ جاڑے کی کثرت

اور ٹھنڈے پانی کے نہانے سے آپکا بدن مبارک پھٹ گیا اور ایسی جگہ سے شق ہوا کہ ہاتف
غیب نے آواز دی کہ اے شرف الدین قلندر تو معذور ہے خدا اور رسول خدا کی جناب سے
تجھے نماز معاف ہوگئی ہے اور ابتدائے شوق سے آخر تک ذات باری میں نہایت محو اور
مستغرق رہے یہانتک کہ جان جانان کے سپرد کر دی اور اپنے جنازہ کو مقصود اقصیٰ تک
پہنچایا اور تصوف میں ایسی ایسی لایق تصنیفات اور شایق تالیفات آپنے لکھی ہیں کہ عقل
اور فکر کی نگاہ اُسکے کشف سے عاجز و قاصر ہے اور خصوصاً اس زمانہ مین کہ اسکو سمجھ ہی نہیں
سکتے جب تک کہ عشق کا ہما کسی پر اپنا سایہ عرش پایہ نہ ڈالے اور اس سایہ کے ہم پہلو ہو دی
اسکو روشنی نہیں پہنچے گی اور حظ بھی نہیں حاصل ہوگا ؎ تو چہ دانی زبان مرغان را چون
ندیدی گہے سلیماں را (تو جانوروں کی بولی کیا سمجھیگا جب تو نے کبھی سلیمان ہی کو نہیں دیکھا)
سید العارفین حضرت میر سید اللہ دکھنی صوفیہ کے امام تھے قلندر صاحب کی تعریف از حد
کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قلندر عاشق اولیار صاحبان جذب اور استغراق سے گزرے
ہین اور اولیا کے بخشی اور امام البدلار عاشق خدا ہوئے ہیں اور لڑکے اکثر آپ کو پتھر مارا
کرتے تھے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ سبحان اللہ ساتوین آسمان پر فرشتے تو میری عزت
کرتے ہین اور قرنا بجاتے ہین اور یہ لڑکے مجکو پتھر مارتے ہین اور سید العارفین نے یہ بھی بیان کیا
ہے کہ آپ پانچوین آسمان پر آرام فرمایا کرتے تھے اور آپکی خانقاہ میں نوعمر لڑکے رہتے تھے جنکو
ڈاڑھی نکل آتی تھی اسکو باہر نکال دیتے تھے اور آپ خود یہ بیت پڑھا کرتے تھے ؎
بیک دیدہ ہمی بینم دو عالم ٭ کہ آن دیدہ تو ئی نہ چشم پرنم ٭ (ایک آنکھ سے دونو جہان کو دیکھتا ہوں)
وہ آنکھ تو ہے نہ یہ آنکھ آنسو والی) اور سید ہی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت سید محمد گیسو
دراز گلبرگی داعی حق کو لبیک اجابت فرمانے سے پہلے قلندر عاشق الٰہی کے یہ اشعار پڑھا
کرتے تھے **ابیات** خراباتی شدم مستان جامے ٭ نمی دانم حلال از حرامے ٭ تمامی در خرابات
خرابی ٭ خودم ہوشیار وان گونا تمامے ٭ نمازے میگزارم در خرابات ٭ نہ اندو سے مسجد وسے
نے قبلہ ٭ میان مسجد و مے خانہ راہیے ٭ نمائی عاشقان کان رہ کدامے ٭ گہے زنار و گہہ تسبیح
بندم ٭ گہے دیرو گہے کعبہ خرامے ٭ شرف زنار و تسبیحت یکے شد ٭ تو خواہی خواجہ شو خواہی غلامے ٭

مین نے سید سے سنا اور اس کے بعد جانا کہ حضرت شاہ شرف الدین ابو علی قلندر پانی پتی عاشقان آلہی سے ہین اور اسکی عظمت اور جلال کی انتہا نہین ہے جیساکہ کاملون اور محققون نے اسکی شان کی بلندی کا اقرار کیا ہے اور تعریف کی ہے اور سید ہی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عاشق الہی کا شہود ہمیشہ کے لئے ہے اور آپکے حال کی بلندی اس درجہ تک پہنچ گئی تھی کہ آپ کی خاص نظر جس کسی پر پڑ جاتی تھی اسی وقت کامل ہو جاتا تھا اور جذبہ اس درجہ غالب تھا کہ چالیس برس تک اصلا دانہ پانی کی طرف میل نہیں کیا اور زمین پر نہ سوئے اور جو کچھ زبان مبارک سے نکلتا تھا اسیوقت ہو کر رہتا تھا اور جب ذکر آلہی مین مستغرق ہو جاتے تھے تو ہر بال کی جڑ سے پسینہ جاری ہو جاتا تھا اور جو بوند زمین پر گرتی تھی ہو کا نقش بن جاتی تھی اور استغراق کی کثرت سے دونو جہان سامنے نظر آیا کرتے تھے۔ چوپایہ جنگل سے آتے تھے اور کہا کرتے تھے یا عاشق خدا ہمکو ذبح کر اور کہا مگر آپ قبول نہیں کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ سلطان علاؤالدین خلجی دہلوی نے کچھ تحفہ تحائف آپکی خدمتمین بھیجنی چاہی۔ آپکے جلال و ہیبت سے کسی مین روبرو جانیکی طاقت نہ پائی بہت سوچنے اور فکر کرنے کے بعد یہ تجویز کی کہ امیر خسرو دہلوی قدس سرہ کو آپکی خدمتمین بھیجئے چنانچہ اس ارادہ سے خود حضرت شیخ نظام الدین اولیا محبوب آلہی قدس سرہ دہلوی بدایونی کی خدمتمین جاکر اس بات کی اجازت چاہی۔ حضرت شیخ موصوف نے بہت تامل کے بعد بادشاہ کی درخواست کے موافق امیر خسرو کا بھیجنا قبول فرمایا اور چلتے وقت امیر کو بہت کچھ نصیحت فرمائی کہ دیکھنا کہ جسطرح عاشق آلہی فرمائین اسی طرح اپنی سعادت جانکر عمل مین لانا اور کسی طرح سے روگردانی نکرنا اور دل و جان سے تسلیم کرنا۔ القصہ جب امیر خسرو بادشاہ کی درخواست کے موافق مع خزانون کے پانی پت مین پہنچے۔ خادمون نے امیر خسرو کے آنیکی اطلاع دی اور کہا کہ امیر خسرو سلطان علاؤالدین اور حضرت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین دہلوی بدایونی کی طرف سے خدمت عالی مین آیا ہے۔ آپ نے آنیکی اجازت دی۔ جب امیر خسرو حاضر ہوئے

تو پوچھا اے خسرو ہندوی زبان مین ہیڑی گو (یعنی ہیر دگیت بنانے والا) تجھکو کہتے ہین
امیر نے آداب بجا لا کر اور زمین پر ٹوپی رکھکر کہا ہان مجھی غلام کو اس لقب سے پکارتے ہین
عاشق الٰہی یہ فرما کر ادہر طرف متوجہ ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد پھر امیر خسرو کی طرف متوجہ ہوئے حضرت
امیر نے کہا کہ یا قلندر عاشق بادشاہ وقت کی نذر قبول فرمائے آپ نے فرمایا کہ ای امیر خسرو مجکو
چالیس برس ہوئے کہ مین اپنے تئیں نہیں جانتا اور دنیا نہ دنیا کے دہندوں کو جانتا ہون پھر یہہ
چیزین کس کام آئین گی۔ اے پیارے اس وقت کچہہ اپنا کلام جو تجھے یاد ہو تو کہہ۔ اس وقت امیر نے
یہہ غزل گائی غزل آنکہ کوئی ہیچ سنجی چون فراق یار نیست ٭ گر امید وصل باشد آنچنان
دشوار نیست ٭ عاشقان را در جہان یکسان نباشد روزگار ٭ زانکه این انگشتها برست من ہموار نیست
خلق را بیدار باید بود ز آب چشم من ٭ این عجب کان وقت میگریم که کس بیدار نیست ٭ یکقدم بر نفس
خود نہ وآن دگر در کوئے دوست ٭ ہر چہ بینی دوست بین با این و آنت کار نیست ٭ چند میگوئی برہ
زنار اے بت پرست ٭ بر تن خسرو کدامی رگ کہ آن زنار نیست ٭ قلندر عاشق نے ان تینوں
کو سنکر فرمایا تو اچھا کہتا ہے اور اچھا رہے گا اور اچھا جائے گا۔ مجھ فقیر کے کلام مین سے
بھی سن۔ یہ غزل پڑھی ٭ دیہیم خسروان بر مانعل استر است ٭ خسرو کسے کہ خلعت تجرید
در بر است ٭ سیمرغ وار روئے نہفتم بقاف عشق ٭ گو عارف کہ منظر او عرش اکبر است ٭ عقل
کاست علم لدنی بعارفان ٭ این عقل و علم حسی و درسی محقر است ٭ درس شرف میوز ز الواح
ابجدی ٭ لوح جمال دوست مرا در برابر است ٭ جب یہ بیتین امیر خسرو کے روبرو پڑھین تو
بہت انگیز ردیا اسوقت آپنے فرمایا اے خسرو روتا ہے کچھ سمجھا بھی ہے یعنے روتا ہی ہے کچھ
سمجھتا بھی ہے۔ امیر خسرو نے آداب بجا لا کر اور ٹوپی زمین پر رکھکر عرض کیا کہ مین اسی سبب سے
روتا ہون کہ کچھ نہیں سمجھتا۔ قلندر عاشق الٰہی بہت خوش و خرم ہوا اور بہت آفرین کی اور
اپنے بھتیجے شیخ احمد زندہ پیر کی طرف اشارہ فرمایا کہ امیر کو خانقاہ مین لیجاؤ اور تین دن تک
ایسی مہمانداری اور ضیافت کرو کہ کوئی دقیقہ باقی نرہے اور تین دن بعد امیر خسرو کو رخصت
کیا اور ایک بات ملک علاؤالدین خلجی کو اس مضمون کی لکھدی کہ علاؤالدین
خلجی کو ظ دہلی مقرر ہوجائے کہ خدا تعالیٰ کے بندون کے ساتھ زندگانی اچھی طرح گزارے جب

یہہ تحریر سلطان کے پاس پہنچی تو خوشامدیون مین سے کسی نے رخنہ ڈالنے کے طور پر بادشاہ سے عرض کیا کہ بادشاہوں اور خلیفاؤں کی نسبت ایسی عبارت لکہنی اچھی نہیں ہو سلطان نے جواب دیا کہ اے بیوقوف لاکھون رحم مجہپر فرمائے کہ دہلی کی فوطہ داری میری نام مقرر رکہی۔ بعض آدمی نقل کرتے ہین کہ امیر خسرو نے اسوقت آپ سے عرض کیا کہ یہ چیزین علاؤالدین کی بہیجی ہوئی ہین انکی نسبت کیا حکم ہو فرمایا خسرو مختار ہے جو کچھ بہتر سمجھی کرے امیر خسرو نے کہا کہ خانقاہ کے آدمیوں کو دیدوں فرمایا دیدے۔ پھر امیر نے عرض کیا کہ یا حضرت میری یہہ آرزو ہے کہ اپنا سر آپکے قدموں مین ڈالون اور چوموں اور اپنی آنکھیں ملوں۔ فرمایا اسے بہائی ہمارے نزدیک مت آکیونکہ یہان جلانے والی آگ ہے یہہ کہا اور امیر خسرو کو رخصت فرمایا۔

نقل ہے۔ کہ امیر خسرو نے دوبارہ سیر کے طور پر عاشق الٰہی کی خدمت مین آکر ملاقات حاصل کی۔ آپ نے امیر سے فرمایا اے خسرو مین اکثر نبی کرم صلعم کی محفل قدسی منزل مین تمام ولیون کو دیکہتا ہون اسکا کیا سبب ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اس مجلس عالی مین نہین دکہائی دیتے امیر خسرو یہ بات سنکر چپ ہو گئے اور سلطان المشایخ اپنے پیر کی خدمت مین آکر یہ تمام ماجرا عرض کیا۔ حضرت شیخ موصوف نے جواب دیا اے خسرو پھر آپکی خدمت مین جاؤ اور ملاقات کرکے کہیو کہ اگر آپکا ایسے نبی اکرم صلعم کی محفل اقدس مین جانا ہو تو جہاں جناب حضرت محمد مصطفےٰ بیٹھتے ہین وہان آپ کی پشت پر ایک حجرہ ہے اسمین فقیر کو تلاش کرلین جب امیر پہر عاشق الٰہی کی خدمتمین آیا اور جو کچھہ حضرت سلطان المشایخ نے فرمادیا تہا بیان کیا۔ عاشق الٰہی نے امیر سے فرمایا اے امیر خسرو آؤ ہم تم دونوں آنحضرت کی انجمن فیض سوطن مین چلین اور شیخ نظام الدین کو دیکہین جب محفل قدسی مین پہنچے تو تمام ولیوں کو کھڑے ہوئے دیکہا اور امیر خسرو بہی اسی جگہ کھڑے رہگئے۔ حضرت قلندر اس حجرہ کی طرف گئے اور چاہا کہ حضرت شیخ نظام الدین کو دیکھوں مگر آنحضرت کے ادب سے قدم نرکھ سکے ایک نعرہ مارا اور کہا ؎ پردہ بردار کہ تا عاشق بیانگیم

رزنہ ازآہ جگر پردہ عالم بدریم ؎ دوہرہ گھونگٹ کھول بدن حسین مکھ دیکھن دیو موہے

ناٹر ناٹر ا مارہون جو سب جگ دیکھے تو ہے۔ جناب حضرت رسالت پناہ نے قلندر عاشق
آلہی کی طرف دیکھکر فرمایا اے شرف الدین مست کیا چاہتا ہی عرض کیا حاشیہ بوسان
بساط پر سب دشن ہی فرمایا محبوب نظام الدین کو دیکھنا چاہتا ہی کہا ہان اے رسول اللہ
آپ نے فرمایا آ دیکھ محبوبیت کے ڈوے میں بیٹھا ہوا ہی عاشق آلہی زمین خدمت کو ادب
کے ساتھہ بوسہ دیکر حجرے کی طرف دوڑا۔ کیا دیکھتا ہی کہ شیخ نظام الدین ایک سفید مصلے پر
غایت معشوقی اور نہایت رعنائی مین بیٹھے ہوئے ہین عاشق آلہی نے آپکو دیکھا اور خدا کا شکر
بجالایا۔

نقل ہے کہ حضرت قلندر اور حضرت امیر خسرو حضرت نبی اکرم کی محفل قدسی منزل مین
باطن مین ظاہر تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد مراقبہ سے فارغ ہو کر عالم ظاہر کیطرف متوجہ ہوئے تو دیکھا
کہ ایک شخص ہاتھ باندھے کہڑا ہی قلندر صاحب نے پوچھا تو کون ہی اور کہاں سے آیا ہے
اس نے عرض کی بندہ بخارا کے رہنے والوں مین سے ہے شیخ کامل کی تلاش مین
آیا ہی ابتک نہیں ملا۔ اب دہلی سے چلا آتا ہون۔ آپ نے فرمایا دہلی سے جو تو یہاں آیا
دہلی ہی مین حضرت سلطان المشایخ نظام الدین اولیا محبوب آلہی کی خدمت مین کیون نہ گیا
جو وہان تیرا مطلب ہی حاصل ہو جاتا اسنے عرض کیا یہ بندہ کلینہ بہاؤ الدین اپنا مطلب
ڈھونڈتا ہوا دہلی پہنچا تغلق اللہ سے سنا کہ یہان حضرت نظام الدین اولیا محبوب الہی اور
پانی پت میں حضرت بو علی قلندر یہ دو بہترین خلایق ہین۔ خوش ہو کر پہلے حضرت محبوب الہی
کی خانقاہ مین جو دریا ے جمن کے کنارے پر واقعہ ہی (اور اب وہ خانقاہ مقبرہ ہمایون بادشاہ
واقع بیروں قصبہ عربسراے متصل دہلی کی پشت پر موجود ہی + از مترجم) حاضر ہوا اور
دیکھا کہ اہل خانقاہ یعنے مرید اور طلبہ وغیرہ تمام بے خود ہو کر عالم تحیر مین غرق ہین کسی
آنے جانے والے کی اُنکو خبر نہیں۔ مین سیدھا اس بزرگ کے حجرہ مین کہ جسمین حضرت رہا
کرتے تھے چلا گیا کیا دیکھتا ہون کہ حجرہ کی چھت نہیں ہی اور آسمان سے زمین تک نورانی
ہو رہا ہے اور ایک نوجوان آدمی نہایت شکیل اور حسین شاہانہ لباس پہنے ہوئے ہے
اور اس نوجوان کے سامنے ایک لہن سرخ جوڑا پہنے ہوئے ناز و انداز کے ساتھہ دوزانو

بیٹھی ہوئی ہے جب مین نے یہ ماجرا عجیب و غریب دیکھا تو خوف زدہ اور اندیشناک ہوکر حجرہ
اور خانقاہ سے باہر چلا آیا اور دل مین سوچنے لگا کہ کیا ماجرا ہے شاید یہ مکان کسی بڑے امیر کا
ہے خوب ہوا کہ مجکو کسی آدمی نے نہیں دیکھا ورنہ نہیں معلوم کہ مجکو اس حرکت نامعقول
کے بدلے وہ کیا سزا دیتا۔ پہر جو حضرت کی خانقاہ دریافت کی تو وہ ہی معلوم ہوئی ہان
سے نا امید اور بدعقیدہ ہوکر خدمت عالی مین آیا ہون اور مجھپر جو کچھہ گزرا ہے وہ حضور مین عرض
کر دیا قلندر صاحب اس حال کو سنکر کیفیت مین آ ئے اور بار بار وہ ہی حال اس شخص سے پوچھتے
تھے اور کیفیت مین آ تے تھے اور اس آدمی کی آنکھین چومتے تھے اور فرماتے تھے تو بڑا خوش
نصیب ہے جو تو نے ایسا عمدہ موقع اپنی آنکھوں سے دیکھا جو کسی کو میسر نہیں ہے جا
مین تیرے قدم لون اور تیرے قربان جاؤن۔ اسکے بعد اپنے مریدون اور طالبون کو بلاکر فرمایا
کہ اس آدمی کی زیارت کرو کیونکہ یہ شخص محبوب الہی کی محبوبیت کی شان اپنی آنکھوں سے دیکھکر
آیا ہے۔ پہر فرمایا اے بھائی مجھسے کیا چاہتا ہے مجکو اس درجہ کا دسواں حصہ بہی جو تو نے
دیکھا ہے نصیب نہیں ہے جا اور آپ ہی کی خدمت مین حاضر ہو تاکہ تجھکو نعمت اور دونوں
جہاں کی دولت ملے اور امیر خسرو کے ساتھہ اسے حضور کی خدمت مین رخصت کیا واللہ
اعلم بالصواب ۔۔۔

نقل ہے کہ عاشق الہی بے انتہا شوق کے جوش سے اپنے والدین کی زیارت کے کمال
شوق کے غلبہ مین شہر دہلی سے روانہ ہوکر پانی پت مین تشریف لائے اور اپنے بزرگ
بالپوں کے مزار پر جاکر زیارت سے مشرف ہوئے۔ ایک مدت تک اسی جگہ اپنے خدا
کے ساتھہ مشغول اور مستغرق ہے اور اپنی کچھہ خبر نہ تہی۔ چنانچہ آپکی لبیں بہت بڑھ گئی
تھین کسیکو اس بات کی طاقت نہ تہی جو انکے کتروانے کے لئے عرض کرتا یہانتک کہ پانی پت
کے سالار بیتا چاک قوم کے بعض آدمی جو آپکے حال سے ناواقف تہے آئے اور آپسے سوال کیا
کہ یا درویش خدا آپکی موچہوں کے بال بہت بڑے ہوگئے ہین۔ آپ نے انکو کچھہ جواب
ندیا وہ سب لوگ کھڑے ہوکر ضیاء الدین شامی المعروف بہ علی مفتی کے پاس کہ شرع کے
عالمون کا پیشوا تہا آئے اور بیان کیا۔ اس مفتی نے جو حقیقت کی ہستی سے غافل اور کیفیت کے حال سے

نا واقف تھا ایک محضر لکھا کہ شرف الدین قلندر فاضل اور عالم ہے اور چالیس برس تک دہلی مین پڑھا ہے اب پانی پت مین وطن ہونے کے سبب سے آیا ہے اور ظاہری علم کے دروازے بند کرکے شرع کے لوگوں کی صحبت کو چھوڑ دیا ہے گوشہ نشین ہوگیا ہے سزا دینے کی قابل ہے۔ جب یہ محضر لکھکر قاضی وغیرہ اس قوم کے بزرگوں کی مہر و گواہی سے تیار اور درست ہوا تو اسکو خواجہ ملک علی انصاری کے پاس مہر کے لئے بھیجا۔ یہ خواجہ ہرات کے فاضلون اور عالمون کا پیشوا چند دن سے ٹھٹہ مین اترا ہوا تھا اور سرکار سرہند کے قصبہ پائل مین آیا اور وہاں سے قصبہ پانی پت مین گھوڑوں کو تازہ دم کرنے کے لئے ٹھیر گیا تہا اور اپنے دونوں لڑکوں خواجہ نصیر اور خواجہ مسعود کے ساتھ پڑھنے مین مشغول تھا۔ خواجہ ملک علی نے مفتی کے اس محضر کو ملاحظہ کیا اور مضمون معلوم ہونے کے بعد فوراً ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا صاحب ڈرنے والے آدمی نے اس محضر کے پرزے اس بیخبر مفتی اور پانی پت کے باشندوں کے آگے ڈالدئے اور ساری کیفیت اور روئداد حال بیان کی۔ پس ضیاء الدین مفتی وغیرہ نے جمع ہوکر خواجہ کو محکمہ عدالت مین بلوایا۔ نکے بلانے سے خواجہ ہتیار لگاکر عدالت مین حاضر ہوا انہوں نے خواجہ سے پوچھا کہ محضر کے ٹکڑے ٹکڑے کیوں کر ڈالے۔ خواجہ نے جوابدیا کہ یہ درویش مست الست آیت کریمہ کے بموجب لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکارٰی شرع شریف کے احکام کی تکلیف سے معاف اور مبرا ہے۔ تم لوگ اسکی نظر فیض اثر کو نہیں دیکھ سکتے ہو اور سیاہ دل ہو اور اہل اللہ کے باطن کی تمکو کچھ خبر نہیں ہے ایسے بزرگ درویش خدا کو تکلیف دینی کسی مذہب و ملت مین روا نہیں ہے اے مفتی تو اس درویش کی نگاہ قہر سے بچ اور اگر اس بات کا تجھکو یقین نہیں ہے تو بالفعل مفتی ہے اسکی موچھوں کے بال ہاتھ مین لے اور کتر ڈال۔ مفتی کے ساتھ لڑکے تھے ایک ایک کو لبیں کترنے کے لئے قلندر عاشق کے پاس بھیجا۔ ساتوں کے ساتوں شرف الدین قتال کی نگاہ قہر جلال کی بجلی سے جان بحق تسلیم ہوئے۔ ضیاء الدین مفتی نے یہہ مقدمہ سنکر کہا الحمد للہ ہمارے لڑکے شرع محمدی کے راستہ مین کام آکر شہید ہوئے۔ مفتی آپ اٹھا اور قینچی اپنے ہاتھ مین لے اور قلندر کے روبرو گیا گو کہ عاشق الہی حق تعالیٰ کے خیال کے تصور اور مشاہدہ

مین خود ڈوبے ہوئے تھے اور انکو اپنی خبر نہ تھی لیکن اس وقت حکم شریعت کے اطاعت مین سر جھکا
دیا مفتی نے آپ کی لبیں کترنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور کترنے کے بعد ہر بال کی جڑ سے خون کی
بوندین ٹپکنے لگیں پس عاشق الہی نے ان کترے ہوئے بالوں کو اپنے ہونٹھوں سے چوما اور فرمایا
کہ الحمد اللہ رب العالمین کہ یہہ بال شرع محمدی کی راہ مین پکڑے گئے ہین - چونکہ آپ کے
بدن مبارک کا ایک ایک بال یاد الہی مین مشغول تہا کچھ رنجیدہ ہوکر فرمایا کہ اے ضیاء الدین
تیری قبر پر گدھے چرا کرینگے - اور کھوئے ہوئے گدھے تیری ہی قبر پر ملا کرینگے ایسا ہی
مشہور ہے اور عمل مین آرہا ہے مفتی نے پھر انفعال کے مارے نماز شروع کرنیکے تقلید کی
قلندر نے فرمایا کہ جناب الہی سے نماز مجکو معاف ہوگئی ہے کیونکہ اکثر اوقات عالم استغراق مین
گزرتی ہے مفتی نے کہا کہ پیغمبر خدا صلعم کو تو نماز معاف ہوئی ہی نہیں تمکو کیونکر معاف ہوگئی فرمایا
اے غضب الہی کے مارے مین اپنے اختیار مین نہیں ہوں ہم مست الست ہین - مکر کی نماز
نہیں جانتے ہین - اے ضیاء الدین حق کی نماز اور ہے مفتی نے کہا کہ اس باب مین حیلہ بازی
نہیں سنی جاتی مفتی کہ اس کہنے پر عاشق الہی کا دل جوش مین آگیا اور فرمایا اے ضیاء الدین
لے اٹھ اور مجکو اس کمربند سے مضبوط باندھ لے جو مین بندھا ہوا رہ جاؤں تو مجھپر حد شرع
واجب ہوگی اور جو بندھا ہوا نہوں تو معذور رکھ مفتی آپ اٹھا اور کمربند سے آپکی کمر مین
کئی الیٹے دئے ہرگز بندھی ہوئی نرہی وہ کمربند جسطرح ضیاء الدین کے ہاتھ مین بندھا
ہوا تھا رہا اور حضرت جیسے کھڑے ہوئے تھے ویسے ہی کھلے ہوئے کھڑے رہے اسواسطے کہ انکا
جسم شریف اور عنصر لطیف فرشتوں کی سی صفت رکھتا تھا اور ذات کی لطافت کے سبب سے
نور الہی سے بدل گیا تہا ہوا مین گانٹھ لگانا اور نور کے شعلہ کو بال کے تار سے باندھنا ہوا
کو مٹھیوں سے ناپنا ہے - آخر کو مفتی شرمندہ ہوگیا - جب قلندر پردہ جلال سے نکلکر حالت جمال
مین آئے تو فرمایا اے ضیاء الدین مفتی من عاشق ہوں اور اپنے معشوق کے عشق مین مبتلا
ہورہا ہوں تو اٹھ اور نماز پڑھ مین بھی فرضوں مین شریک ہوجاتا ہوں - مفتی امام بنکر
کھڑا ہوا اور قرأت شروع کی - حضرت بھی نماز مین شریک ہوکر استغراق مین چلے گئے -
مفتی نے جب نماز پڑھ چکا تو دیکھا کہ قلندر سر جھکائے ہی کھڑے ہین اسنے عرض کیا اے

درویش کیوں کہڑے ہو۔ حضرت نے سر اونچا کیا اور کہا اے ضیاء الدین مفتی دوہرہ

آنکھیں گھاٹی گور و دھاوے ❊ یہ نماز شرفا نہیں بہاوے ❊ خواجہ ملک علی انصاری نے عرض کیا

آپنے یہ کیا فرمایا۔ جواب دیا اے ملک علی و لا صلواۃ الا بحضور قلب ،، نماز جائز نہیں ہے مگر

دل کی حضوری کے ساتھ۔ جب تک نماز دل سے نہ پڑھی جائی روا اور درست نہیں ہے۔ اور

لوگوں نے عرض کیا کہ یہ متن بہت مختصر ہے اسکو مفصل کرکے فرمائے آپنے فرمایا کہ مفتی کے

گہر مین گھوڑی کا بچہ پیدا ہوا ہے۔ ضیاء الدین اپنے گہر مین پہر رہا تہا اور بچہ کی حفاظت کر رہا

تہا کہ ایسا نہو بچہ گیہوں کی کھتی میں گر پڑے۔ اے یاروں ہم عاشق لوگ ہین کبھی جوش

مین ہوتے ہیں کبھی خروش مین اور کبھی بیان والے بندے۔ عشق کے سوا کچھہ نہیں جانتے ہین ابیات

قلندر را نوازشہا خدائے را گزارشہا		خدا اندر قلندر داں قلندر را خدا خود بیں
نہ آنجا کفر و نہ ایماں نہ آنجا حجت و برہاں		نہ آنجاں آیت قرآں ہمہ گز راست یا د بیں
نہ من بے او نہ او بے من نہ کاندر میاں آید		میاں او و من خود را ہزاراں جائے برتر بیں

چنانچہ عاشق کا کلام اس معنی پر مبنی ہے القصہ مفتی شرمندہ ہوا۔ اس مقدمہ کے بعد خواجہ ملک

علی انصاری حضرت کا یہ حال دیکھکر وہاں سے اٹھا اور اس مسجد میں جو گھر کے پاس ہی تہی آیا

اور کچھ کہانا کھانا چاہا اتفاقاً قلندر عاشق آلہی عنایت فرماکر ملک علی سے ملنے کے لئے تشریف

لائے اور اس مسجد میں جو خواجہ کے گہر کے پاس ہی تہی جلسہ منعقد فرمایا اور اپنے آنیکی خبر خواجہ

کو کی۔ ملک علی کہانا کھانے ہی کو تھا یہ خوشخبری سنتے کے ساتھہ ہی کہانے کا خوان لیے

سر پر اور روٹیاں ایک لڑکے کے سر پر اور دوسرا لڑکا آفتابہ و چلمچی لیکر پیر مرشد عاشق الٰہی

کی جناب میں حاضر ہوئے اور قدمبوسی کی اور ادب کے ساتھ کہانا کہایا اور کہا احسن کما احسن اللہ

الیک۔ کہانے کے بعد آپ نے فرمایا اے ملک علی تمنے محضر کو پہاڑ ڈالا خواجہ نے عرض کیا کہ

اے حضرت میرے نزدیک وہ محضر درست نہ تہا۔ آپنے فرمایا تم جانتے ہو میں یہاں کس کام کو آیا

ہوں خواجہ نے عرض کی کہ حضرت مجکو کچھہ نہیں معلوم۔ مگر حضور ارشاد فرمائیں۔ آپنے فرمایا کہ میں اس کام

کے لئے آیا ہوں کہ تم قصبہ پانی پت کو اپنا وطن بنا لو۔ خواجہ نے عرض کی کہ میرا ارادہ توجہ کا ہے

اور دوسرے میرا کوئی علاقہ یا تعلق پانی پت مین نہیں ہے جسکے سبب سے یہاں ہوں آپنے فرمایا

کعبہ یہین ہے۔ آپ کے ہاتھ میں جو عصا تہا اسکو ایک انگشت شہادت کے اشارہ سے سارا زمین مین گاڑ دیا اور فرمایا کہ تمہاری اولاد کی جڑ زمین کے نیچے تک بیٹھا دی ہے انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک آباد رہے گی۔ خواجہ نے یہ کمال دیکھکر فرمانبرداری اور رغبت کے ساتھ منظور کیا اور دونون بیٹوں کو حضور کے قدمون میں ڈالدیا۔ آپنے فرمایا تیرا کیا نام ہے! اسنے عرض کیا بندہ کا نام مسعود۔ آپنے فرمایا مسعود ما مقصود ما ہاتا۔ دوسرے سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اس نے عرض کیا نصیر۔ آپنے فرمایا نصیرنا منصورنا

انہیں دنوں مین سلطان شمس الدین بلبن بادشاہ دہلی نے قلندر عاشق آلہی کی خدمت میں ایک عرضی اس مضمون کی بہیجی کہ فدوی کو حضور کی قدمبوسی کی بہت آرزو ہے اگر حکم ہو تو پانی پت میں آؤن۔ آپنے پانی پت کے آنے کو منع فرمایا اور سلنپت مین آنے کی اجازت دی اور مین بہی سلنپت میں سید ناصرالدین شہید کی زیارت کے لئے آتا ہون چنانچہ عاشق آلہی سلنپت مین تشریف لیگئے اور سلطان شمس الدین نے جو پہلے ہی سے حضرت کے انتظار مین موجود تہا اور قدمبوسی حاصل کی۔ اور بہت خوشی و مقصدوری ظاہر کی اور ہاتھ باندھکر اور کہڑے ہوکر عرض کی کہ مجکو کچھ کام فرمایئے قلندر صاحب نے فرمایا مجکو کچھ کام نہیں ہے۔ بادشاہ نے دوبارہ عرض کی میری آرزو اور تمنا یہی ہے کہ میری عرض قبول فرمائی جاوے۔ جب آپکو بادشاہ کی آرزو بہت معلوم ہوئی تو فرمایا اچہا منظور ہے۔ ملک علی جو خواجہ عبداللہ انصاری کی اولاد میں سے پیشوائے وقت تھے آیا تہا اور ارادہ حرمین کا رکہتا تہا اسکو ہمنے پانی پت مین رہنے کے لئے کہدیا ہے۔ ایلچی پانی پت مین بہیجکر اسکو بلاؤ اور جو کچھ اسکے ساتھ سلوک کروگے وہ سب ہمکو منظور اور قبول ہے چنانچہ بادشاہ نے حضرت کے ارشاد کے بموجب خواجہ موصوف کو بلایا اور بہت عزت و حرمت کے ساتھ پانی پت کے ایک طرف کی قاضی کی خدمت بالکل مع املاک اور چند ہزار بیگہ زمین کے عطا فرمائی حضرت نے جب یہ حال سنا فرمایا الحمدللہ والمنۃ۔ اے خواجہ جلد پانی پت مین جا اور وہان رہنا اختیار کر قیامت تک تمہارا خاندان اولاد سے کثیر ہوجاویگا۔ قلندر صاحب

کے زمانہ سے ابتک قوم انصار قصبہ سونی پت مین معزز ہے اور ملک علی کی بہت ساری اولاد ہے اور انمین سے بعضے صاحب کمال بھی ہوئے ہیں چنانچہ شیخ امان شیخ حسین و مولانا وغیرہ علیہ الرحمتہ پانی پت کے بڑے بزرگوں مین شمار کئے جاتے ہین۔

نقل ہے۔ کہ جب ضیاء الدین مفتی مذکور کے لڑکے قلندر صاحب کی نظر قہر سے جان بحق تسلیم ہوئے تو اسمین سے ایک زین الدین تھا کہ اسنے دو لڑکے معین الدین اور تاج الدین چھوڑے۔ جب معین الدین دس برس کا ہوا تو اس کے دادا نے اسے اپنے پاس بلاکر حضرت کی خدمت مین رہنے کا اشارہ کیا معین الدین اپنے جد بزرگوار کے حکم کے بموجب ہر روز آپکی خدمت مین جاتا تھا اور دور سے ہی ہاتھ باندھے کھڑا رہتا تھا۔ اسکا بھائی تاج الدین کہ بے پروا اور آزادانہ اوقات بسر کرتا تھا ایک روز اپنے بھائی معین الدین کے ساتھ حضرت کی خدمت مین آیا اور بھائی کے برابر کھڑا ہو گیا۔ حضرت اسوقت خوش تھے ان دونوں کو اپنے آگے بلایا اور حضرت کے ہاتھ مین کوڑا تھا کہا دونو بھائی پیٹھ سامنے کرو۔ اول تاج الدین سامنے گیا اور پیٹھ جھکا دی دو کوڑے اسکی پیٹھ پر مارے۔ پھر معین الدین سامنے گیا اور پیٹھ جھکا دی ایک کوڑا اسکی کمر پر مارا۔ پہلے اور پچھلے تمام علوم اسپر ظاہر ہوگئے اور ازل اور ابد کی حقیقت اسپر کھل گئی۔ حضرت نے فرمایا اے معین الدین تجھکو میں نے دین دیا۔ دنیا کے لئے توکیا کہتا ہے۔ معین الدین نے کہا کہ یا پیر مرشد مجھکو دین پسند ہے مین دنیا نہیں چاہتا ہوں پھر فرمایا کہ دنیا بھی لے اگر تیرے کام نہ آویگی تو تیری اولاد کے کام آجائے گی کہا لڑکوں کا خدا رازق ہے حضرت نے فرمایا مرحبا کہ تونے دین لیا اب تو خوب کامل ہوگیا جا۔ آج رات کو جو کچھ عالم مثال (خواب) مین دیکھے وہ کل صبح کو مجھسے بیان کر معین گیا اور اس رات کو یہ بات دیکھی کہ دریا پر ایک ویران اور بڑا قلعہ ہے۔ صبح کو وہ معاملہ حضرت کی خدمت مین عرض کیا۔ آپنے فرمایا کہ جاوہاں اپنے رہنے کا ٹھکانا کر اور خدا کی عبادت مین مصروف ہو

وہی جگہ تیری ولایت اور خوابگاہ ہوگی - معین الدین نے پوچھا کہ وہ جگہ کہاں ہے
فرمایا کہ اپنے دونوں پاؤں میرے پاؤں پر رکھ اور اس مقام کو دیکھ لے - جب اپنا
پاؤں حضرت کے پاؤں پر رکھا تمام عالم آفتاب سے لیکر تارے تک اور جنوب سے
شمال تک جام جہاں نما کی مانند اسکی آنکھوں کے آگے پھر گیا - کہا یا پیر سارا عالم دکھائی
دیتا ہے لیکن ٹھیک اس مقام کو نہیں جانتا ہوں - عاشق الٰہی نے اشارہ کیا اور کہا کہ تو
جانتا ہے کہ شہر کا کیا نام ہے اسنے کہا نہیں - فرمایا اس شہر کا نام ایرج عرف سلطان پور
ہے اور آپنے بشارت دی کہ جو کوئی اس شہر کے رہنے والوں میں سے مجھسے انحراف
اور سرتابی کریگا اسکا سر کٹ جائیگا - چنانچہ معین الدین اسجگہ آسودہ ہین اور
صاحب ولایت ہوئے ہین اور وہاں کے رہنے والے اسنے عجز و نیاز کے ساتھ رجوع
ہین **مناقب** جب عاشق الٰہی کی کرامات اور تصرفات کا شہرہ سارے عالم مین مشہور
ہوا تو شہ **باز** قلندر جو اپنے زمانہ کا کامل ولی تہا ولایت سوہان سے حضرت کی زیارت
کے واسطے شیر پر سوار ہوکر اور سانپ ہاتھ مین لیکر کامل فقیروں کی جماعت کے ہمراہ
کہ ایک گروہ انمیں سے ظاہر اور ایک پوشیدہ تھا منزل بہ منزل راستہ طے کرتے ہوئے
موضع حضرت **بوڑھ کھیڑہ** مین کہ کرنال کے متصل ہے پہنچے - آپکو انکے آنے سے پہلے
تمام کیفیت ظاہر ہو گئی تہی - چونکہ شہ **باز** سوار تہا اور فقیر کے دونوں گروہ مذکورہ بالا
ہمراہ تھے جناب عاشق الٰہی ایک کچی دیوار پر سوار بیٹھے تھے اور فرشتے حضور مین
مودب کھڑے ہوئے تھے تعظیم و استقبال کے لئے آپنے حکم فرمایا - دیوار بہی مثل عراقی گھوڑے
کے چلنے لگی - دونو مقبولان الٰہی نے ملاقات کی - آپ نے اس مہمان کی اپنے مقام
مین لاکر ضیافت کی - ایک دریا یا کوئین کی طرف اشارہ کیا کہ جس قسم کا لذیز کھانا
اور شوربہ لطیف درکار ہو اس مین سے لین اور کھائین اور لیجائین - قلندر ان اہل
تصرف نے جذبہ باطن سے خوب سا خرچ کیا اور اسکے اٹھانے مین بڑی سرگرمی کی مگر
قلندر صاحب کی قدرت باطن کے سبب کچھہ نہ چلی شہ **باز قلندر** معتقد ہوا اور بہت
سی صفت و ثنا کے بعد اپنے وطن کو رخصت ہو کر روانہ ہوا **مناقب** - جو ملفوظ مین

ہے۔ وہ اسطرح پر ہے کہ آپ ابتدائے وجد میں حضرت شیخ شرف الدین صاحب ولایت
امروہا کی خدمت میں کہ اُن کی عمر کا آخر زمانہ تہا سیر کرتے ہوئے جا پہنچے جب کچھ
عرصہ گزر گیا تو شیخ سے آپ نے فرمایا کہ ہمکو بہوک لگ رہی ہے اور گوشت
کو جی چاہتا ہے اور یہ جگہ تمہاری ہے۔ گوشت تمہارا اور روٹی ہماری۔ شیخ صاحب ولایت
نے اپنے یاروں میں سے ایک کو اشارہ کیا کہ اس پشتہ کے پیچھے ہرنوں کی ڈار
کہڑی ہے ہرنوں میں سے ایک سے کہو کہ تجہکو صاحب ولایت بلاتا ہے قبول کر
کہ عجیب مہمان آیا ہے۔ خادم گیا اور صاحب ولایت کا حکم ہرنوں سے جاکر بیان کیا
وہ تمام ڈار کی ڈار قبول کرکے روانہ ادہر ہوگئی۔ خادم نے کہا سب کو نہیں بلایا ہے
بلکہ تم میں سے صرف ایک کو بلایا ہے۔ جب اس گروہ نے یہ بات سنی کہڑا ہو گیا
اور اپنے میں سے ایک ہرن کو بہجدیا خادم اسکو صاحب ولایت کے پاس لایا
اور ذبح کر ڈالا اور جسقدر گوشت درکار تہا لے لیا اور کباب کرکے اور دہی میں
ملاکر قلندر صاحب کی خدمت میں لاکر پیش کیا اور کہا میرا گوشت حاضر ہے تمہاری
روٹی کہاں ہے۔ قلندر صاحب نے ہوا میں ہاتہ پہیلاکر چند گرم گرم مانڈے لے
لئے اور شیخ شرف الدین صاحب ولایت کے آگے رکہدئے اور دونو قطب
ہاتہ نکالکر اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہکر کہانا کہانے میں مشغول ہوگئے کہانا کہانے
کے بعد شیخ صاحب نے اپنے ایک خادم سے فرمایا کہ ہرن کی بچی ہوئی کہال
اور ہڈیاں لے آ۔ اسنے حکم کے بموجب اکہٹا کرکے دونو قطبوں کے روبرو رکہدیا۔
صاحب ولایت نے فرمایا کہ ایک لکڑی لیکر اسکو تراش اور اس ہڈی کے بدلے رکہدے
خادم نے اسی طرح کیا۔ تب شیخ صاحب ولایت اٹہا اور زمین میں سے ایک مٹھی خاک
کی لیکر اُس ہرن پر ڈالی اور کہا خدا کے حکم سے کہڑا ہو جا۔ وہ ہرن کہڑا ہو گیا اور
سر زمین پر رکہکر جنگل کا رستہ لیا اور اپنے ساتہیوں میں جا ملا۔ کہتے ہیں کہ حضرت
صاحب ولایت امروہا کے وصال یعنے وفات کے بعد ایک روز سلطان جلال الدین
فیروز شاہ خلجی اس نواح میں شکار کے لئے آیا تہا چنانچہ ایک ہرن کا شکار جیتے سے

کیا اور جب اُس کی کہال اتاری ایک لکڑی اُسکے پہلو میں دیکھی۔ سلطان کو اس سے تعجب ہوا اور حکم دیا کہ اس پہاڑ میں تلاش کرو شاید کوئی ایسا آدمی ملجائے جس سے یہ حال کھل جائے ایک درویش آدمی مل گیا جسکے سامنے یہ عجیب ماجرا گزرا تہا۔ اُس کو سلطان کے حضور میں لائے بادشاہ نے اس سے اس کا سبب پوچہا اُسنے جو کچہہ دیکہا تہا بیان کردیا

مناقب شیخ ابو الفتح جونپوری کے مقالات مین کہ قاضی عبد المقتدر تہانیسری اور خلیفہ بزرگ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی قدس سرہ کے خلیفہ اور جانشین تہے اسطرح گذارش کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ ایک گہوڑا سلطان علاؤالدین دہلوی کیلئے لائے چونکہ وہ نہایت شریر اور بدنہا ہر چند اسکو درست کیا مگر سیدھا نہوا بادشاہ نے بہت تنگ ہوکر کہا کہ اس گہوڑے کو قلندر صاحب کی خدمت میں لیجاؤ اور عرض کرو کہ یہ عراقی گہوڑا بڑا شریر اور حرامزادہ ہے خدمت عالی میں بہیجا ہے شاید یہاں ذات مبارک کے دیکہنے سے درست ہو جاوے نوکر جاکر اسکی گردن مین طوق ڈالکر حضرت کے روبرو لائے اور عرض کی کہ بادشاہ علاؤالدین نے یہ گہوڑا خدمت عالی میں بہیجا ہے قبول فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا کہ اچہا زنجیر اسکی نکالدو اور چارپائی کی تہوڑی سی رسی نکال کر اس سے اسکا پاؤں باندھکر چارپائی کے پایہ سے باندھدو۔ پہر فرمایا کہ اے گہوڑے جومین اپنے خدا سے سیدھا ہون تو تو بہی سیدھا ہوجا ان لفظون کے سنتے ہی گہوڑا مطیع اور فرمانبردار ہوگیا۔ تین دن کے بعد گہوڑے کو بادشاہ کے پاس بہیجدیا۔ ملازم گہوڑے کو بادشاہ کے پاس لائے اور جو کچہہ دیکہا اور سنا تہا عرض کیا۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ سلطان تغلق نے یہ رباعی لکہکر آپ کی خدمت میں بہیجی طالب کار جواب دیا **رباعی** کہ راست کند صورت مردے وزنے ؛ کہ بشکند این طلسم جانے و تنے ؛ کس نیست کہ استاد قضا را پرسد ؛ کز بہر چہ سازی وچرا میشکنی ؛ آپنے فوراً یہ رباعی لکہکر تغلق کے پاس بہیجدی **رباعی** سر خشت کہ در امر خدا دم نزنی ؛ این نوع کہ ہستی تو نہ مردے نہ زنے ؛ گل را چہ مجال است کہ گوید بکلال ؛ کز بہر چہ سازی وچرا میشکنی

کہتے ہین کہ ایک برس بعد جب تغلق آپ کی خدمت مین آیا تو دور ہی سے ہاتہ باندھکر کھڑا

ہوگیا حضرت نے اسکی طرف دیکھکر فرمایا کہ سلطان کتنے دن یہاں رہے گا اس سے عرض کیا کہ تین دن آپنے فرمایا نہیں چار برس۔ یہہ کہکر آپ مسکرائے تغلق نے عقل سے جانا کہ عمر چار برس سے زیادہ باقی نہیں رہی جب بادشاہ دارالاسلام دہلی مین آیا۔ خزانچی کو بلایا تمام خزانے دفینے اور ہر قسم کے سرمایہ کا ملاحظہ کرکے داد و دہش شروع کی اور عام دینا اختیار کیا۔ جب چار برس گزر گئے تو جاں بحق تسلیم ہوگیا۔

نقل ہے کہ فیروز شاہ عین شباب جوانی مین حضرت کی پابوسی کے لئے حاضر ہوا جب پابوس ہو چکا تو حضرت کو اس کا آداب پسند آیا اسکی طرف مخاطب ہوکر فرمایا تیرا کیا نام ہے اس نے عرض کیا کہ کمال الدین نام اور فیروز لقب آپنے فرمایا تیری عمر بھی کمال کے ساتھ اور دولت بھی کمال کیساتھ اور نعمت بھی کمال کے ساتھ ہوجیو۔ اسی جگہ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ سلطان تغلق اور سلطان محمود اور سلطان فیروز تینوں لڑکپن مین آپ کی خدمت مین پہنچے۔ قلندر صاحب نے اپنے خادم کی طرف اشارہ کیا کہ جو کچھہ موجود ہو وہ ان کے سامنے رکھ۔ خادم کاسہ مین کھانا لگا کر لایا۔ جب ان تینوں نے اس کاسہ مین ہاتھ ڈالا اور کھانے مین مشغول ہوئے۔ حضرت نے فرمایا سبحان اللہ! تین بادشاہ ایک کاسہ مین کھانا کھاتے ہین۔ قدرت الٰہی سے تینوں نے سلطنت کی جیسا کہ کتب تواریخ مین ذکر ہے۔

نقل ہے کہ شیخ الشیوخ احمد یحیٰی سہروردی قدس سرہ کو جو خاندان فردوسیہ مین بزرگ گزرا ہے لڑکے کی آرزو تھی۔ جب قلندر صاحب کے لڑکا دینے کی شہرت دنیا مین مشہور ہوئی شیخ اشارہ غیبی کے بموجب پانی پت مین آکر آپکی خدمت مین مشرف ہوا۔ جب قلندر صاحب شیخ کی منشا سے واقف ہوئے تو اپنے پاس بلاکر فرمایا اے بھائی احمد تیری قسمت مین لڑکا نہیں ہے لیکن خیر تو اپنی پیٹھہ میری پیٹھہ سے رگڑ میرے لڑکا ہے وہ تجھکو دیدوں۔ لے احمد جلد اٹھ تو تیرا مطلب حاصل ہو۔ شیخ نے آپ کے فرمانے کے بموجب اپنی پیٹھہ آپکی پیٹھہ سے رگڑی۔ اسیوقت اسکو شہر بہار کی طرف رخصت کردیا اور نصیحت کی کہ جب لڑکا پیدا ہووے تو اپنے اور ہمارے نام پر

اسکا نام رکھیو۔ لیکن اے بھائی راستہ میں آگرہ کے قریب ایک عورت نہایت حسین اور رعنا اس موتی کی خواہش میں بیٹھی ہے اسکے مکر و فریب سے بچیو۔ شیخ احمد آپکی نصیحت اور ارشاد قبول کرکے روانہ ہو گیا۔ جب اس جگہ پہنچا تو دیکھا کہ ایک بہت خوبصورت عورت راستہ میں عمدہ کپڑے پہنے بیٹھی ہے۔ شیخ اسجگہ دفعتہً پہنچ گیا پہنچتے ہی اس معشوقہ نے آپکا پلہ مضبوط پکڑ لیا۔ اور نہایت تعظیم و تکریم اور مہمانداری سے پیش آئی۔ شیخ نے اسکی تعظیم ذرا قبول نہ کی لیکن اس عورت نے آپکا دامن مضبوط پکڑ لیا اور ساتھ ہولی۔ شیخ نے اس سے وعدہ کیا کہ شہر منیر میں پہنچکر تیرا وعدہ وفا کرونگا اور تجھسے نکاح کرلونگا۔ القصہ شیخ احمد جسوقت کہ شہر منیر میں پہنچا قلندر صاحب کے ارشاد بموجب اس امانت کو اپنی بیوی کے سپرد کردیا۔ وہ نور مبارک شیخ کی پیشانی سے منتقل ہو گیا۔ اور اس مخدومہ کی پیشانی میں چلا گیا۔ صبح کو شیخ نے اپنے گھر سے باہر آکر غسل کیا اور جناب الٰہی میں شکریہ کا دوگانہ ادا کیا اور اس عورت کے پاس گیا اور کہا اے پیاری! آ تجھسے نکاح کروں۔ اسنے جواب دیا تجھکو میں قبول نہیں کرتی شیخ نے کہا کیوں! اسنے کہا وہ نور کہ تیری پیشانی میں میں نے چمکتا دیکھا تھا۔ اب اس موتی کی چمک مجھے نہیں دکھائی دیتی اب مجھکو تجھسے کچھ سروکار نہیں ہے یہ کہکر چلی گئی۔ یہانتک کہ شیخ احمد یحیٰی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا اسکا نام جو کچھ قلندر صاحب نے فرمایا تھا وہی رکھا۔ جب شیخ عالم بقا کو راہی ہوا یعنے گذر گیا اور شیخ کا فرزند عمر جوانی اور سن تمیز کو پہنچا تو قطب العالم **شیخ شرف الدین لوامہ سنارکامی** کے پاس کہ جو اپنے زمانہ کا قطب گزرا ہے اور سہروردیہ خاندان میں مرید تھا شہر سنارگام میں گیا اور اس کی صحبت کے فیض سے فضائل ظاہری اور بہرۂ باطنی حاصل کیا۔ بعد ازاں کمال کے درجہ کو پہنچکر اشارہ غیبی سے شیخ الشیوخ شیخ نجم الدین فردوسی کی خدمت میں کہ آپکا سلسلہ تین واسطہ کرکے مشائخ فردوسیہ کے بڑے بزرگ شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملتا ہے پہنچے اور فیضیاب ہوا اور تھوڑے عرصہ میں درجہ ارشاد کا حاصل کرکے بہار کے باشندوں کی رہنمائی کی اجازت حاصل کرلی۔ بہت سے لوگ نزدیک اور دور سے آپ کی خدمت میں

آکر تربیت پاتے تھے اور کمال کے درجہ کو پہنچتے تھے۔ قطب الاولیا شیخ شرف احمد یحییٰ عالم ظاہری اور باطنی میں یگانہ آفاق ہوا ہے۔ جمعرات کے دن ماہ شوال کی چھٹی تاریخ ۷۸۲ ہجری کو آپ نے رحلت فرما کر شہر بہار میں استراحت ہو فرمائی۔

نقل ہے کہ شہر دہلی میں سلطان غیاث الدین محمدؒ ایک بادشاہ تھا اور اس کے کوئی لڑکا نہ تھا اور بیٹے کی آرزو میں تھا اگر بھول کر بھی اس کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تھی تو اس کو مار ڈالتا تھا۔ اتفاقاً اس کے یہاں حرم سے بیٹی پیدا ہوئی اس حرم نے جلدی سے چھپا کر مٹکے مین بند کر کے جنگل مین رکھوا دیا اتنے میں کسی دھوبی نے جو ارنے ایلون کے لئے جنگل میں پھر رہا تھا اسے اٹھا لیا دیکھا کہ مٹکے مین ایک دُرشاہوار ہے آپنے گھر لے آیا اور اپنی بیوی کو دیکر کہا کہ خدا تعالی اسنے جو وحدہ لا شریک ہے ہماری آرزو پوری کی یعنی ہمیں یہ اولاد دی۔ پھر دھوبن نے اس لڑکی کو سگی ماں کی طرح پالا یہانتک کہ گیارہ برس کی ہوگئی۔ اتفاقاً وہ بادشاہ شکار کو گیا تھا اسی جنگل مین اسنے ایک عورت نہایت حسین اور خوش جمال ایک دھوبی کے ساتھ اُپلے چنتی دیکھی۔ بادشاہ دیکھتے ہی عاشق ہوگیا۔ جب بادشاہ بہت بیقرار ہوا۔ دھوبی کو بلا کر فرمایا کہ یہ جوان عورت کس کی ہے دھوبی نے عرض کیا کہ یہ مجھ غلام کی بیٹی ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ تو اپنی بیٹی کا نکاح ہمارے ساتھ کر دے۔ دھوبی نے انکار کیا۔ بادشاہ نہایت بیقرار ہوا۔ دھوبی نے مجبور ہو کر منظور کیا۔ بادشاہ نے اس سے نکاح کر لیا اور وہ بھید کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہہ وہی لڑکی ہے جو مٹکے میں بند کر کے جنگل میں رکھوائی گئی تھی۔ القصہ رات کے وقت جب بادشاہ نے اُسکے ساتھہ ہم بستر ہونا چاہا تو قدرت الٰہی سے ہم صحبت ہونیسے پہلے خون جاری ہو گیا ایسا ہی ہر دفعہ کہ جسوقت بادشاہ ہم بستری چاہتا تھا خون جاری ہو جاتا تھا۔ سلطان غیاث الدین محمد کو اس واقعہ سے بہت تفکر اور تردد پیدا ہوا۔ حکیموں اور نجومیوں کی طرف رجوع کی۔ ہر چند حکیموں نے علاج کیا مگر کچھ فائدہ نہوا۔ نجومیوں نے بھی خوب زائچہ کھینچے مگر اسکی کچھ حقیقت نہ کھلی۔ سب مجبور ہوئے اور عجز اور ناچاری کا اظہار کیا سلطان نے سبکو سخت قید کا حکم دیا اور آپ ٹھکر دار الخلافہ کے

قریب موضع وزیرآباد کے پاس کی مسجد میں حضرت شرف الدین ابوعلی قلندر عاشق الٰہی کی خدمت میں گیا یہاں حضرت درس علم چھوڑکر دریا کے کنارے یاد الٰہی میں مشغول تھے اور یہہ مشکل آپ سے عرض کی اور پوچھا کہ حضرت یہہ کیا بلا ہے ؟ آپنے فرمایا کہ غیاث الدین اِس کا جواب پرسوں دوں گا - بادشاہ رخصت ہوگیا ایک رات کہ قلندر صاحب درگاہ الٰہی میں پہنچے - اُسی رات کو معاملہ میں آپ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ آپکے دائیں طرف تخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں - قلندر صاحب نے غیاث الدین محمد کی مشکل جناب مقدس میں عرض کی پیغمبر خدا نے امیر المومنین کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اور کہا کہ اے علی شرف الدین کو دیکھ کہ اُسکی کامیابی کا بھی وقت ہے اور اُس کی ہدایت کا یہی وقت لکھا تھا - رہنمائی کر اور اسرار غیبی سے اُسے مطلع کر امیر المومنین نے حضرت کے فرمانے کے بموجب قلندر صاحب کو ہدایت کی اور پہلے اور پچھلے تمام بھیدوں پر آگاہ کر دیا اور اپنے دہن مبارک کا لعاب عاشق الٰہی کی زبان پر مل دیا اور ابوعلی کی کُنیت کے ساتھ مشرف فرماکر رخصت کیا بادشاہ غیاث الدین محمد جو بہت بیقرار تھا صبح ہی اُٹھکر آپ کی خدمت میں پہنچا اور اُس سوال کا جواب چاہا قلندر صاحب نے فرمایا کہ اے بادشاہ وہ دُلہن تیری بیٹی ہے اپنے گھر جا اور مقدمہ کی تحقیقات اپنی فلانی حرم سے کر بادشاہ یہہ سنتے ہی اپنی حرم سرائے میں آیا اور یہہ حال تحقیق کیا اور تحقیقات کے بعد درگاہ الٰہی میں گریہ وزاری کرکے توبہ و استغفار کی اور بہت نادم ہوا پھر لڑکے کے واسطے التجا کی حضرت نے بادشاہ کے حق میں دعا کی اور چار لڑکے دیئے اور فرمایا کہ اے سلطان ایک لڑکا مبارک اس فقیر کی خدمت میں پہنچا دیجو بادشاہ نے قبول کیا اور رخصت ہوا حضرت قلندر صاحب اُس جگہ سے اُٹھے اور دریائے جمنا کے کنارے کھڑے ہوکر ساری کتابیں اور تمام چیزیں اُس میں ڈالدیں اور فرمایا جُبہ اور پگڑی اور علم قیل وقال سب کچھ میں نے دریا کی بھینٹ کیا - ۵ پنڈت لیکھا پانچ کرپوتھی پانی پور ٭ سگرے انچھر میٹ کر مین سائیں پور

پوتھی بہی بھوتھی پنڈت بہیا نہ کوئے پڑھا ایک اچھر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے
کتاب اور فتوے ترک کرکے خدا کی طرف مشغول ہوگئے۔ اور اسیوقت جذبہ الٰہی اور
بے انتہا محبت کی مستی کا جوش وخروش پیدا ہوگیا۔ اکثر بزرگ کہتے ہین کہ حضرت
شاہ مبارک خان بادشاہ کا وہی بیٹا ہے جسکے لئے قلندر صاحب سے وعدہ کیا گیا تھا
اور بعضے آدمی کہتے ہین کہ علاء والدین بادشاہ دہلی کا بھانجا ہے حضرت شاہ مبارک خان
ابتدا مین نہایت حسین اور خوبصورت تھے اور جبھی آپ کی صحبت مین داخل ہوگئے
تھے اور قلندر صاحب کو ان سے اس قدر التفات ظاہری اور باطنی تھا معلوم نہین
کہ اتنا کسی اور کے ساتھ بھی آپ کو تہایا نہیں اور آپسیں صحبت محرمانہ رہتی تھی اور
اگر وہ صاحبزادہ کہیں جاتا تھا تو آپ بھی وہان تشریف لے جاتے تھے۔ دنیا مین
مشہور ہے کہ اکثر حضرت قلندر صاحب یہہ اشعار اس محبوب کے حق مین فرمایا کرتے تھے

ابیات

گر حذر فرمودے در عشق اے سلطان پسر | راہ قلاشی کجا و ما کجا اے مفتخر
عشق تو صد فتوی اندر خون من کردہ جواب | یک سوالم از دیت تا یدبہ نزد ت معتبر
حجت عشقت قیاس و عقل را بیہودہ خواند | چون تجلی نور شمس و چون ید بیضہ شرر

تمام یہہ اشعار قصیدہ خطاب خاص کے حضرت شاہ مبارک خاں کی طرف ہین حضرت
کے دیوان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسقدر اسکے جمال باکمال پر شیفتہ اور فریفتہ تھے
کہ کھانا پینا بغیر شاہزادہ کے ہاتھ کے اچھا ہی نہیں لگتا تھا اور ہر وقت شاہزادکو اپنی
نگاہ کے سامنے رکھتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز حضرت شاہ مبارک خان سیر کے لئے
جنگل کی طرف گئے تھے قصبہ پانی پت کی قوم تاجک فوجداری کا ایک سپاہی بھی
حضرت شاہ مبارک خان پر مرتا تھا اسنے آپکو قید کرلیا جب دن گزر گیا اور رات
آئی قلندر عاشق الٰہی کو اپنے محبوب کا اشتیاق غالب ہوا۔ اسکے دروازہ پر گئے
اور منتظر کھڑے رہے اور یہہ اشعار پڑھتے رہے۔ ابیات

غیرت از چشم برم روے تو دیدن ندہم | گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

گر شب دست دہد وصل تو از غایت شوق — تا قیامت نشود صبح دمیدن ندہم
گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد — تا نہ بینم رخ تو روح رسیدن ندہم
گر بہائے سر موئے تو دو عالم بدہند — بعلم اللہ کہ سر موئے تو دیدن ندہم
گر بدام دل من آید آں عنقا باز — گرچہ صد حملہ کند باز پریدن ندہم
شرف اگر باد وزد بر سر آن زلف دراز — باد را نیز وزان زلف وزیدن ندہم

کہتے ہیں کہ وہ رات بہت بڑی ہو گئی تھی وہ نالائق سپاہی عاجز آیا اور لوگ بھی سوتے سوتے گھبرا گئے۔ معلوم ہوا کہ حضرت قلندر صاحب شاہ مبارک خان کی طلب میں دروازے پر کھڑے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ ہرگز صبح نہ ہوگی وہ غافل سپاہی مجبور ہوا اور صاحبزادہ کو آپکی خدمت میں بھیجا۔ اسکے پہنچتے ہی سورج نکل آیا۔ آپ حضرت شاہ مبارک کا ہاتھ پکڑ کر اپنے مقام پر لائے اسوقت گویا حاضر تھا اسنے یہ اشعار آپ کے روبرو گائے

ابیات

اگر بینم شبے ناگہ من آن سلطان خوبانرا — سر در پائے دے آرم فدا سازم دل و جانرا
بپرسم از رہ یاری کہ جاناں چون نہ آخر — کجائی کت نمے بینم دو چشم مست غلطانرا

گانے اور گوئے کی آواز سے آپکو ذوق وشوق پیدا ہو گیا اور عالم معرفت سے دریائے وحدت میں ڈوب گئے اور جب اس حالت سے افاقہ ہوا تو آپ کی نظر اس مطرب بچہ پر پڑی اپنا گھوڑا اسکو دیدیا۔ وہاں سے اٹھے اور صاحبزادہ کا ہاتھ پکڑ کر قصبہ کرنال کی طرف چلدیئے۔ اور موضع حضرت بوڈھ کھیڑے میں کہ جو کرنال کے پاس ہے پہنچے اور وہیں رہنے لگے

نقل ہے کہ ایک گوجری (دودھ بیچنے والی) بہت خوبصورت دہی کی مٹکی سر پر رکھے ہوئے یکایک آپ کے پاس سے گزری۔ نظر اس پر پڑی فرمایا کہ اے گوجری دہی بیچتی ہے اکہا ہاں بیچتی ہوں۔ لیکن اے باواجی تو میرے دہی کے خریدنے کی سامرتھ (طاقت) رکھتا ہے؟ آپنے فرمایا ہاں میں رکھتا ہوں۔ اسنے کہا ایک سونے کا ٹکا میرے دہی کی قیمت ہے حضرت نے سونیکا ایک ٹکا اپنی ران تلے

سے نکالکر اُسکو دیدیا اور فرمایا کہ جا یہہ دہی بھی ہمنے تجکو ہی دیا کہتے ہین کہ اکثر وہ گوجری دہی
آپکی خدمت مین لایا کرتی تھی۔ اور سونے کا ٹکا لیجایا کرتی تھی جب اس کے گھر مین
بہت سا پیسہ ہوگیا ایک دن اسکے گھر والے نے کہا کہ لے فلانی تو فقیر سے بیٹا کیون
نہیں مانگتی۔ گوجری نے کہا کل انسے کہونگی۔ دوسرے دن وہ عورت اچھے اچھے کپڑے
پہن اور خوب بن سنور کر اور دہینڈی سر پر رکہکر آپ کے پاس آئی۔ اور بہت جھککر سلام کیا
حضرت کو اس کا آداب پسند آیا اور خوش ہوکر فرمایا۔ رباعی

گوجری کہ تو در حسن و لطافت چو مہی ؞ دین دیگ دہی بر سر تو چتر شہی
از لعل لبت شیر و شکر میبارد ؞ ہر گہ کہ بگوئی کہ دہی لو ہو دہی ؞ ؞

اے گوجری تو خوبصورتی اور پاکیزگی مین چاند کی مانند ہے اور یہ دہی کی مٹکی جو تیرے
سر پر ہے تاج شاہی ہے۔ جسوقت کہ تو یہ کہتی ہے کہ دہی لو ہو دہی تو تیرے لعل سے
ہونٹوں سے شیر و شکر ٹپکتا ہے۔ اسوقت گوجری نے عرض کی حضرت میرے اولاد نہیں
ہے مدت سے بیٹے کی آرزو رکھتی ہون آپ توجہ فرمائیے اور دعا کیجئے کہ میرے لڑکا
ہو جاوے۔ آپ نے فرمایا کہ اسی وقت اپنے محلہ مین پکار کر کہدے کہ جس کسی کے اولاد
نہ ہووے۔ کل میرے ہمراہ اس فقیر کے پاس چلے اس گوجری نے ایسا ہی کیا بہت
سی عورتوں کو اکٹھا کرکے کہ جنکے اولاد نہ تھی آپکے پاس لائی۔ جب حضرت نے بہت
سی عورتوں کو اس معشوقہ کے ہمراہ دیکھا تو اسوقت پان اور پان کا گال جو ہاتھہ
مین تھا تھوڑا تھوڑا اس مین سے سبکو بانٹ دیا ساری عورتوں نے کھالیا مگر ایک
عورت نے نہ کھایا اور اسکو ایک پتھر کے پیچھے ڈالدیا حضرت کی زبان کی برکت سے
سب عورتون کو حمل رہا اور حمل کی مدت گزرنے کے بعد ہر ایک کے بیٹا پیدا ہوا لیکن وہ
عورت جسنے نہ کھایا تھا محروم رہی۔ سب خدا کا شکر بجا لائیں۔ اور چالیس دن کے بعد ہر ایک
اپنے بیٹے کو گود مین لیکر اور دہینڈی سر پر رکھکر گاتی بجاتی حضرت کے پاس آئین
اس معشوقہ نے ہر ایک گوجری کی منت یا بول قبول اپنے ہاتھ سے حضرت کی حضور
مین پیش کی عاشق الٰہی نے منت قبول فرمائی جب نظر حضرت کی اس کمبخت عورت

پر پڑی دیکھا کہ نہایت اُداس اور غمگین ہے۔ اسکو بلا کر پوچھا کہ تو کیوں ایسی اُداس کھڑی
ہے وہ نربھاگن روئی اور معافی مانگی اور سارا قصہ اپنا حضرت کے روبرو بیان کیا آپ نے
فرمایا جا جسجگہ تو نے ہمارا اگال پھینکا تھا وہ عورت اس پتھر کی طرف دوڑی گئی کیا
دیکھتی ہے کہ ایک لڑکا اس پتھر کے پہلو میں قدرت الٰہی سے پڑا ہوا کھیل رہا ہے۔
اس عورت مین مان کی ماستا پھڑک اٹھی اور خدا کی قدرت سے دودھ اسکی چھاتیون
سے ٹپکنے لگا اس عورت نے جلدی سے اس لڑکے کو اٹھا کر چھاتی سے لگالیا اور
چوچی اسکے منہ میں دیدی لڑکا بھی چسر چسر دودھ پینے لگا اس لڑکے کو حضرت
کے سامنے لائی آپنے فرمایا کہ جا تیرا لڑکا تجھکو مبارک ہو۔
نقل ہے کہ قلندر عاشق الٰہی کو اکثر اوقات استغراق کی حالت ہو جایا کرتی تھی اگر اس
وقت میں چڑیا کی بھی آواز آپ کے کان مین پہنچتی تھی اور آپ اس کی طرف غضب
کی نگاہ سے دیکھتے تھے تو وہ اسی وقت جل کر گر پڑا کرتی تھی انہیں دنوں میں قصبہ
پانی پت کے باہر باگھوتی کے جنگل مین آپ بیٹھا کرتے تھے یکایک ایک نوجوان
شادی کرنے کے لئے اس رستے سے گزرا اور جو ہین کہ برات کے آدمیوں وغیرہ
کا شور و غل آپ کے کان مین پہنچا سارے براتی جس طرح کہ سجے سجائے تھے بیاہ کے
اسباب سمیت اکٹھے زمین پر سے غائب ہو گئے اور کوئی نشان باقی نہ رہا حضرت پھر
اور طرف متوجہ ہو گئے۔ دلہن کے گھر والے اور پاس پڑوسی کہ جہان براتی جاتے
تھی سب برات کی راہ دیکھ رہے تھے جب تین دن اس بات کو گزر گئے تو دونوں
طرف کے آدمی حال پوچھتے پھرتے تھے اور جابجا کھوج لگاتے تھے کسی سے کچھ
معلوم نہ ہوتا تھا ایک درویش کے پاس کہ جو اس گروے مین رہتا تھا آن کر
گڑگڑائے وہ فقیر خدا کا دوست تھا اسنے کہا کہ تجکو خبر دیتا ہون کہ فلانے رستے
مین ایک مکان بھاگوتی ہے اس جنگل مین ایک درویش مست عارف حق ابو علی قلندر
مست نام بیٹھا ہے اس کے پاس جاؤ شاید ان حضرت کی توجہ سے تمہارا عقدہ حل
اور مشکل آسان ہو جائے لیکن اے بھائیوں صبح سے تیسرے پہر تک نہ جانا زوال کے

بعد دن ڈھلے جاکر اور دور ہی کھڑے ہوکر ہاتھ باندھکر اپنا احوال انکی حضور میں ظاہر کرو اگر خدا چاہے گا تو تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی وہ سب آدمی اس فقیر کے کہنے کے بموجب پہر دن پچھلا باقی رہا تو حضرت کی حضور میں پہنچے اور دور ہی سے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہے آپ اسوقت پانی کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے اور پانی سے کھیل رہے تھے جب ان آدمیوں کی طرف دیکھا تو فرمایا کہ تم کیوں کھڑے ہو انہوں نے برات کی ساری حقیقت آپ کے سامنے بیان کی حضرت نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے ایک سوا ایک ہاتھ ہے ساری برات کو وہ پکڑ کر لے گیا ہے اگر اللہ کی کچھ نذر اور اس بندہ کی کچھ نیاز مانو تو اپنی برات صاحب کن فیکون کے حکم سے جیسی کی تیسی پاؤ ان لوگوں نے عرض کیا کہ جو کچھ حضرت مقرر کردیں وہی ہمیں دل وجان سے قبول ہے آپ نے فرمایا کہ تین من کی نیاز خداوند کبیر کی نذر اور اس فقیر کی نیاز قبول کرو تمہاری باڑی پر ور دگار کے فضل سے کھڑی ہی رہے گی ان لوگوں نے حضرت کا ارشاد قبول کیا پس حضرت نے فرمایا اپنی آنکھیں بند کرلو حسب الحکم انہوں نے آنکھیں بند کرلیں بعد ایک لمحہ کے فرمایا کہ اچھا کھول دو اور قدرت حق کو اب دیکھو کیا دیکھتے ہیں کہ ساری برات رستے میں کھڑی ہوئی شادی کے گیت گارہی ہے وہ لوگ براتیوں سے ملے بعد آزاں حضرت کے پاس آکر قدم لئے اور بیاہ کے واسطے یہیں سے روانہ ہوئے اور شادی سے فارغ ہوکر سب آپکی خدمت میں پھر حاضر ہوئے اور وہ نیاز کہ مانی تھی آپکے فرمانے کے بموجب ایک من گوشت پختہ اور ایک من میدہ کی چپاتیاں اور ایک من دہی تیار کرکے آپ کی خدمت میں لائے آپ نے قبول فرماکر ارشاد کیا کہ میرے وصال کے بعد (مرنے) اگر کسی کو کوئی سخت مشکل یا اڑی پیش آوے تو یہ خدا کی نظر اور اس فقیر کی نیاز تین من کی صدق دل اور مال حلال سے پکا کر مجھ سے نسبت رکھنے والوں اور خادموں مجاوروں فقیروں عالموں اور غریبوں کو کھلادے اور تقسیم کرے تو حق تعالےٰ اسکی مشکل کو آسان کردیگا اور اسکی دینی اور دنیوی حاجت برلائے گا اکثر معتبر بزرگ کہتے ہیں

کہ اسی برات کے واقعہ کے سبب آپکا نام شاہ شرف الدین قتال مشہور ہے اور بہاگوتی
مین آپ کی نشست گاہ کا ایک چبوترہ بڑا دلکش اور روح افزا ہے اور آدمیوں کے
گروہ کے گروہ دور سے وہاں آکر دونوں جہاں کا فیض حاصل کرتے ہیں اور آپ کی
کرامات عجیبہ اور تصرفات غریبہ سے ایک یہ ہے کہ جس جگہ آپ پھرے ہین اور جہاں
قدم مبارک آپنے دھرا ہے وہ ہی جگہ سجدہ گاہ کرام قبلہ گاہ انام اور مطاف رجاے طوائف
خاص وعام ہوگئی ہے اور ہندوستان وغیرہ کے اکثر شہر آپ کے قدم کی برکت سے
روضہ رضواں ہین اور دنیا کے بہت سے شہر آپ کی برکتوں کے فیض سے رشک
باغ جناں بن گئے ہین۔ شاعران جانباز کے سر دفتر شمس الدین محمد المشہور بخواجہ حافظ
شیرازی نے گویا آپ کے ہی حسب حال اپنے یہ بیت فرمایا ہے بیت۔

بر زمینے کہ نشان کف پاے تو بود ؎ سالہا سجدہ صاحب نظراں خواہد بود

نقل ہے کہ مخدوم شیخ جلال الدین پانی پتی شوق الٰہی کے جوش مین اس مقام
پر آپ کا مزار شریف ہے بیٹھے ہوئے تھے یکایک ایک عورت کہ جسکے ہاتھ پاؤں
رہ گئے تھے آپکی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ اے مخدوم میرے حق مین دعا کرو کہ
ایسی زندگی سے نجات پاؤں۔ مخدوم کو اسکے حال پر رحم آیا آپ اٹھے اور وضو کرکے
نماز کا دوگانہ ادا کیا اور جناب الٰہی مین اسکی شفا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے اور
دعا کی اور خادم سے فرمایا کہ تھوڑا سا پانی لا۔ خادم نے پانی ہاتھ مین دیا مخدوم صاحب
نے وہ پانی اس عورت پر چھڑک دیا خدا کے حکم اور آپکی دعا کی برکت سے اسکو فوراً
آرام ہوگیا ہاتھ پاؤں اسکے جیسے کے تیسے ہوگئے مخدوم صاحب نے فرمایا کہ
اے پارسائے وقت کھڑی ہو جا خدائے تعالے نے تجھکو اچھا کردیا آپ کے کہنے سے
وہ عورت کھڑی ہوگئی۔ پھر فرمایا وضو کرکے دوگانہ شکر الٰہی کا ادا کر۔ اس مخدومہ نے
حضرت کے فرمانے کے بموجب وضو کرکے دوگانہ ادا کیا۔ حضرت شیخ جلال الدین موصوف نے
کہا اے خلائی جا اس مکان مین رہ وہ وہاں سے اٹھکر اس مکان مین جو آپنے بتایا
تھا جا بیٹھی اسی وقت حضرت کے کان مین آواز غیب آئی کہ اے جلال الدین

اس عورت کو تو اپنے نکاح میں لے آ اس کو تیرے لئے میں نے بھیجا ہے۔ شیخ صاحب
اس واقعہ سے حیرت میں ہوئے۔ دوسرے دن پھر ندائے غیب شیخ صاحب کے
کان میں پہنچی کہ اے جلال الدین اس کام میں ڈھیل مت کر شیخ نے جلدی سے
حضرت قلندر صاحب کی خدمت میں آکر تمام سرگزشت بیان کی قلندر صاحب
نے بہت تامل کے بعد فرمایا کہ بابا جلال الدین یہہ کام تجھکو مبارک ہو وہ عورت
اس لئے تیرے پاس بھیجی گئی ہے جا اُسے اپنے نکاح میں لا شیخ نے قلندر
صاحب کے فرمانے کے بموجب اُس کو بُلایا اور اُس سے نکاح کرلیا۔ حق تعالی کی مہربانی
ایسی ہوئی کہ پانچ لڑکے اُس بزرگ عورت سے ہوئے۔ تین لڑکوں کا حق سے وصال
ہوا یعنے بڑے ولی اللہ گزرے ہیں اور دو لڑکے شیخ صاحب کی دعا سے عین
عالم جوانی میں اس جہانِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ بیان کرتے ہیں کہ مخدوم شیخ
جلال الدین مذکور ایک روز عین جوانی میں سیر کے لئے اپنی جگہ سے اُٹھکر قلندر صاحب
کے آستانہ پر گزرے۔ قلندر صاحب کے مکان پر پہنچکر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک ڈراونا
شیر بیٹھا ہوا ہے شیخ اُس کو دیکھکر کھڑے رہگئے۔ تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ اے
شیر یہاں سے جا تیرا گھر جنگل ہے اور یہہ مکان عاشقوں کا ہے تجکو جنگل میں رہنا
چاہیئے۔ شیر وہاں سے اُٹھا اور جنگل کی طرف چلدیا شیخ شیر کے پیچھے پیچھے جاتے
تھے جب بھاگوتی کے جنگل میں پہنچے تو دور کھڑے رہ گئے اور جنگل کا تماشا دیکھا کئے تھوڑی
دیر بعد کیا دیکھتے ہیں کہ چار شیر اور دوسرے جنگل سے چلے آتے ہیں اور اُسی بھاگوتی کے مقام
میں جاتے ہیں شیخ نے جو یہ واقعہ دیکھا ذرا اپنے دلمیں وہشت مانی اور حیران ہوئے اُسوقت
قلندر صاحب بھاگوتی سے آکر جلال الدین کے پاس گئے۔ شیخ کو بہت فکر ہوا۔ سلام
علیک کی قلندر صاحب نے سلام کا جواب دیکر اُس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا بابا جلال الدین تو
ہمارے رازداروں میں سے ہے آ ہم تجھے شیروں کا تماشا دکھائیں عاشقِ الٰہی کے ہمراہ
شیخ بھاگوتی میں آیا کیا دیکھتا ہے کہ چار شیر آپسمیں کھیل رہے ہیں۔ حضرت مخدوم نے
اُن کا تماشا دیکھا کہ وہ چاروں شیر مخدوم صاحب کے پاس آئے اور قدم چومے اور

اور بلی کی طرح آپ سے لگے کھیلنے۔ شیخ نے جب یہ عجیب معاملہ دیکھا کہا کہ یا قلندر صاحب وہ پانچواں شیر کہاں ہے آپنے فرمایا بابا جلال الدین! وہ میں ہوں۔ تمہاری خاطر سے وہاں سے اٹھکر جنگل میں آگیا ہوں شیخ نے آپکے قدم لئے۔ حضرت نے شیخ کی پیشانی پر بوسہ لیا اور شیخ پر بہت مہربانی فرمائی اور شیخ نے اسوقت حضرت سے ارادت چاہی یعنے مرید ہونا چاہا آپنے فرمایا تیرا حصہ ظاہری اور پر موقوف ہے اسکے آنے پر حق تعالے تجھکو اولیاء کاملین میں سے کریگا اگرچہ تیرے حق مین ہمنے دعا کی ہے تمہارا کام ابھی چند روز اور توقف میں ہے شیخ قلندر صاحب کی یہ باتین سنکر رخصت ہوگئے۔ چند دن کے بعد شیخ بہت عمدہ کپڑے پہنکر اور گھوڑے پر سوار ہوکر حضرت کی آگے سے گذرتے تھے۔ یکایک آپکی نظر کیمیا اثر انپر پڑی۔ کہا اے جلال الدین اپنا گھوڑا دوڑا۔ شیخ نے گھوڑا دوڑایا۔ آپنے فرمایا عجب گھوڑا اور عجب سوار ہے۔ اس بات نے شیخ کے دلپر ایسا اثر کیا کہ جو کچھ خیال دنیا کا تہا وہ سب جاتا رہا اور گھوڑا بھی کسی کو دیکر جنگل کا راستہ لیا۔ کہتے ہین کہ بارہ برس پیدل اور تن تنہا دنیا کی اکثر حصوں کی سیر کی اور اس دنیا کے سفر مین عجیب کرامتیں اور نئے نئے تصرفات آپ کے ظہور میں آئے۔ آخر کار قلندر صاحب کے اشارہ سے شہر پانی پت مین پہنچے جہاں حجرے میں علاؤالدین صابر علی صاحب ولایت قصبہ پیران کلیر کے جانشین اور خلیفہ خواجہ شمس ترک پانی پتی بیٹھے ہوئے تھے۔ شیخ جلال الدین آپکے مرید اور خلیفہ ہوئے اور ملازمت میں ہی رہا کرتے تھے اور بلحظ لحظہ اسکا کمال بڑھتا جاتا تہا۔ تھوڑی عرصہ میں ولایت کے درجہ اور اعلی مرتبہ عرفان پر پہنچ گئے۔ ماہ ربیع الاول کی تیرہ تاریخ روز جمعہ ۷۶۵ھ ہجری کو اس جہان سے دوسرے جہاں کو روانہ ہوگئے اور قصبہ پانی پت مین آرام فرماتے ہین۔ آپکی عمر ایک سو ستر برس کی تھی اور یہی تاریخ اور ۷۶۵ھ ہجری دوسرے شاہ ولایت وصال کے منقول ہین۔ پہلے بزرگوں مین سے حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج قدس سرہ کے چنے ہوئے اولیا اہل جذب حضرت مخدوم علاؤالدین صابر علی صاحب قدس سرہ خلیفہ اعظم ہین۔ جب مخدوم صاحب کو

پیران کلیر کی ولایت سپرد ہوئی تو وہان کا چھوٹا بڑا کوئی آپکی خدمت مین حاضر نہوا
چند دن اسی طرح پر گذرے یہانتک کہ ایک دن جمعہ کے روز مخدوم صابر علی جمعہ
کی نماز کیلئے جامع مسجد مین تشریف لے جاتے تھے وہانکا ہر آدمی جو نماز کیلئے آتا تھا
حضرت کو بڑی رکھائی سے یہ کہتا تھا ادب اے فقیر اجا پیچھے بیٹھ۔ حضرت صابر علی نہایت
صبر فرما رہے تھے جو کوئی آتا تھا حضرت کو اور پیچھے بیٹھاتا تھا یہانتک کہ پاؤن مین
سب کے پیچھے بیٹھے۔ پس اسوقت جذبہ آلہی پیدا ہوگیا اور قہر کا سمندر جوش مین آیا فرمایا کہ
اے خدا کی مسجد کیا دیکھ رہی ہے ان لوگوں کو جو غضب آلہی مین آگئے ہین گرفتار کرلے
مسجد فوراً آپ کے حکم بموجب ان غضب مین آئے ہوؤں کے سر پر بیٹھ گئی اور وہ
بے ادب اسکے نیچے دب کر دارالجزا کو پہنچے جو کچھ لوگ شہر مین باقی بچے تھے وہ سب
مرید اور معتقد ہوئے اور مخدوم سے بہت ڈرتے رہے چنانچہ اس حال کا چرچہ سارے
جہان مین پھیل گیا۔ جب چند برس بعد حضرت صابر علی اپنے مقام سے حضرت خواجہ
قطب الدین بختیار کاکی دہلی قدس سرہ العزیز کے عرس مین زیارت کے لیے اٹھکر
دہلی کی طرف روانہ ہوئے تو ہر مقام اور منزل کے لوگ آپکا استقبال کرتے تھے اور
وہاں سے قصبہ پانی پت مین قیام فرمایا اکثر وہاں کے باشندوں نے استقبال کیا جو یہ
خبر آپ کے گوش مبارک مین پہنچی کہ حضرت قلندر صاحب ملاقات کے لیے تشریف
نہیں لائے ہین حضرت صابر علی نے کچھ جواب نہیں دیا۔ صبح کیوقت خواجہ شمس الدین
ترک کو بلاکر فرمایا کہ اے شمس الدین تم قصبہ پانی پت مین رہو کہ یہ مقام ولایت اور
خواب گاہ تمہاری پیران چشت کی طرف سے ہمنے مقرر کردی ہے اسجگہ تم رہو
حضرت خواجہ شمس الدین نے قبول کیا جب یہ خبر حضرت قلندر تک پہنچی آپ نے
فرمایا الحمد اللہ رب العالمین کہ برادر شمس الدین اسجگہ مستقیم ہوا۔ چلو بہت اچھا ہوا اس
وقت حضرت شیخ جلال الدین پانی پتی کو بلایا۔ جو شیخ مذکور حضرت کیپاس آئے آپنے
فرمایا کہ اے جلال الدین بھائی شمس الدین کی خدمت مین جاؤ اور میری طرف سے
[illegible] تم اپنے مقتدی تھے کیونکہ جلال الدین کا قصد تمہاری فراست سے متعلق ہے

والمنتہ للہ کہ میراوطن بغیر چوکیدار کے تھا برادر صابر علی نے تمکو اسجگہ کا نگہبان مقرر
کیا ہے جو یہ خبر خواجہ شمس الدین ترک تک پہنچے ایک پیالہ پانی کا بھر کر شیخ موصوف
کے ہاتھ مین دیا کہ عاشق الٰہی کے پاس لیجا حضرت شیخ موصوف نے وہ پیالہ آپ
حضرت قلندر کے پاس لاکر رکھدیا۔ حضرت کے آگے اس وقت گلاب کے پہول رکھے ہوئے
تھے دست مبارک سے ایک پھول اٹھاکر اس پیالہ مین ڈالکر پھر واپس خواجہ کے پاس
بھیجدیا اور کہا کہ اے جلال الدین بھائی شمس الدین سے کہو کہ ہماری قلندری کا
نقارہ تمام دنیا اور آسمان مین بج گیا ہے۔ ہم اسجگہ رہتے ہین تم بھی اس جگہ رہو۔ اس
آبادی مین چوکیدار کا ہونا بھی ضرور ہے۔ یہ معاملات دونو اقطاب کے درمیان
گورے۔ اس لئے بندہ فقیر حقیر خاکسار خاک نشین نے اس گل کی تفصیل اسطرح پر لکھی
ہے کہ گلاب کا پہول سب پھولون سے بہتر ہے جس جگہ اس پہول کو رکھدیتے ہین
اس کے بوسے تمام مکان معطر ہوجاتا ہے اور ایسا ہی بوعلی قلندر کی نشستگاہ جس مقام پر کہ
وہ بیٹھے ہین مردان خدا کی گزرگاہ اور خلائق کی سجدہ گاہ ہے اے عزیز حق سبحانہ تعالیٰ نے
اول حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور حسن انکی پیدایش میں رکھا اور وہ حسن نور
حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اس سبب سے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو تمام پیغمبروں پر خدا تعالےٰ نے شرف اور بزرگی دی اس نظر سے گلاب کے پہول کو
اور تمام پھولوں پر بزرگی اور امتیاز ہے اسواسطے کہ ان کے بدن مبارک سے
پسینہ ٹپکا تھا اور اس سے پھول پیدا ہوگیا اسکو گلاب کیا اسی طرح سے عاشق الٰہی کو
بزرگی دی ہے جس جگہ کہ وہ سیرگاہ مین بیٹھا ہوا تبک اس جگہ بہت سے عالمون کا ظہور
ہے۔ اے یار سمجھ کہ اولیا اللہ امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام ایک ہین
لیکن حق سبحانہ تعالیٰ نے ہر ایک کے درمیان مرتبہ جداگانہ رکھا ہے جیسا کہ فرمایا خدا تعالیٰ
نے فضلنا بعضکم علےٰ بعض (ترجمہ بزرگی دی ہمنے بعض تمہارے کو اوپر بعض کے) اس
مقام کو دل کی آنکھ سے دیکھ کہ کیا باریکی ہے۔
نقل ہے کہ ایک وقت عاشق الٰہی قلندر صاحب شمالی پہاڑ کی طرف بطور سیر

تشریف لے گئے وہان ایک جوگی کا سب دیکھا اسکے پاس تشریف فرماکر ملاقات کی
جوگی بولا کہ اے درویش تو اس پہاڑ مین کسواسطے آیا کیونکہ یہان جانور درندہ بہت
ہین آپ نے فرمایا کہ اے جوگی مجھے تعجب ہے کہ تو کیونکر زندہ ہے جوگی بولا
کہ اے فقیر اس کا عجب قصہ ہے جسوقت درندے میرے مکان پر آتے ہین اس
وقت مین اپنے تئین افلاک کی طرف اڑاتا ہون اسی اثنا گفتگو مین ایک شیر ہیبتناک
اس مکانپر آیا اور حضرت قلندر صاحب کیپاس باادب بیٹھ گیا۔ جوگی نے عرض کی
کہ اے درویش مین نے جھوٹ بولا تھا اسلئے کہ تو میرے مکان سے ڈرکر چلا جائے مجھے
خبر نہ تھی کہ تیری بغل مین خود درندہ شیر ہے یہ کہکر جوگی اپنے مکان سے اڑا اور افلاک
کی سیر کرنے لگا جس جگہ جوگی جاتا تھا اسی جگہ حضرت عاشق الٰہی اور اس شیر کو موجود دیکھتا
تھا۔ سمجھ لیا کہ یہ شخص قطب وقت ہے پھر وہاں سے اپنے مکان پر آیا دیکھا کہ حضرت قلندر
صاحب ایک پتھر کے اوپر بیٹھے ہیں اور فرماتے ہین کہ اے جوگی تو نے بہت سے آسمانون
کی سیر کی اور ہمکو ایک درندہ کے حوالہ کیا اچھی مہمانداری کی جوگی بہت شرمندہ ہوا اور
حضرت کے روبرو اپنا جوگ کا کمال دکھانا شروع کیا اور اسکی تمام بدن کے جوڑون
سے ہر ایک کی آواز آنے لگی یہ ذکر اہل جوگ کا ہے اور آنحضرت عاشق الٰہی نے وہ شغل
شروع کیا کہ آپ کے ہر بن مو سے آواز کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ آنے لگی اور
کلمہ کی آواز نکلتے ہی پسینہ آپ کے بدن مبارک سے ٹپکا اور جو قطرہ کہ زمین پر گرتا تھا
اللہ ہو کا نقش پیدا ہوتا تھا اسوقت جوگی آنحضرت پر یقین لایا اور حضرت نے فرمایا کہ اے
جوگی تیرے مسلمان ہونیکا وقت آپہنچا ہے اب مسلمان ہوجا چنانچہ حضرت کے فرماتے
ہی جوگی نے اسلام قبول کیا اور اپنی زبان سے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا شروع
کیا دونوں جہان مین مقبول ہوا مزار اس جوگی کا اور مقام حضرت قلندر صاحب کا
اس پہاڑ مین ابتک موجود ہے اور ہر خاص وعام کی زیارتگاہ ہے۔

نقل ہے کہ حضرت عاشق الٰہی ایک روزہ کوہ سرمور کی طرف جو متصل کابل کے ہے
تشریف لے گئے اتفاقاً اس پہاڑ مین ایک گوالیہ جو بکری چراتا تھا آپکی نظر پڑا۔ آپنے

منوا خادم سے جو اسوقت ہمرکاب آن حضرت کے تھا فرمایا کہ اس گوالئے کو بلالا خادم
مذکور اسے بلالایا۔ گوالیہ ایک پاؤں سے لنگڑاتا تھا۔ حضرت عاشق الہی نے فرمایا
کہ اگر تیرا پاؤں خدا کے حکم سے سیدھا ہوجاوے تو ایک بکری اچھی نیاز ہماری نظر
کریگا گوالئے نے آپکو سلام کیا اور ایک بکری دینا قبول کیا اسی گھڑی گوالیہ کا پاؤں اچھا ہوگیا
اور بکری لاکر آپکی نظر کی آپنے فرمایا اسکو ذبح کیا جائے اسکی کھال اتارکر گوشت جدا کرواو اسکی
ہڈیاں کھال مین رکھکر چرواہے کے حوالے کردو اور گوشت پکاؤ جب خادم نے ایسا
کیا تو آپ نے خادم اور گوالیہ کو اسکے کھانے کی اجازت دی اور آپ نہ کھایا۔ گوالیہ
رخصت ہوکر جاتا تھا اور یہ غم تھا کہ شہر کا راجہ اس بکری کو بہت عزیز رکھتا تھا آج
اسے کیا جواب دونگا۔ خادم نے عرض کی کہ یا حضرت گوالیہ بہت فکرمند ہے۔ آپنے اسے
بلاکر مٹی اپنے قدم مبارک کی دی اور فرمایا کہ اسے بکری کی کھال مین پھونک مار دے اس
نے اسی طرح کیا اسی دم وہ بکری زندہ ہو گئی چرواہہ اسی دم اس بکری کو بخاطر تمام راجہ
کے روبرو لے گیا راجہ نے اسکے پاؤں کو صحیح سالم دیکھکر تعجب کیا اور اسکی حقیقت اس سے
پوچھی گوالیہ بولا ایک حضرت کی دعا سے مجھے شفا حاصل ہوئی۔ راجہ یہ حال سنکر مشتاق
قدم بوسی آنحضرت کا ہوا اور ننگے پاؤں اپنے تمام رشتہ داران کے ساتھ شاہانہ لباس
پہنے ہوئے آن حضرت عاشق الہی کی خدمت مین پہنچا اور قدم بوسی سے سربلندی
حاصل کی منوا خادم کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ جنکی اسقدر لباس و پوشش
بازیب و زینت درز و جواہر سے لدے ہوئے ہین جو اس لباس کے اندر ہین وہ کیسے
خوبصورت اور زیبا ہون گے۔ حضرت قلندر صاحب نے اپنی روشن ضمیری سے
یہ خطرہ دل خادم کا معلوم کرکے اس سے پوچھا کہ ایسا خیال تیرے دل مین گذرا ہے
خادم نے شرمندہ ہوکر اقبال کیا پھر آن حضرت نے ایک مٹھی خاک خادم کو دیکر کہا
کہ راجہ کو دیدے کہ وہ اپنی سب مستوراتوں کے منہ پر ملدے راجہ نے ایسا ہی کیا
لیکن ایک عورت نے عذر کیا اور اس خاک کو نہ ملا اور کہا کہ حضرت خود اپنے ہاتھ
مبارک سے اس مٹی کو میرے سر پر ملیں تو مجھے قبول ہے منوا خادم نے آپکی خدمت مین

عرض کی کہ ایک عورت ایسا کہتی ہے آپنے اس عورت کو بلوایا اور فرمایا کہ اسکی صلب سے ایک لڑکی کانی پیدا ہوگی چنانچہ منجملہ کل مستورات کے اسکے کانی لڑکی پیدا ہوئی اور باقی سب کے لڑکے پیدا ہوئے علیہی مدد اور آنحضرت کی دعا سے آخر العمر بعد چند روز کے راجہ مسلمان ہوگیا ؂

نقل ہے کہ حضرت عاشق الٰہی کی خدا سے لولین یعنے محو ہونیکی حالت مین کسی کو تاب نہ تھی جو آن جناب کے پاس جاسکے۔ اس حالت میں عاشق الٰہی مدتوں کھانا نہیں کھاتے تھے ایک خادم حضرت کے مزاج سے واقف تھا سامنے جاکر عرض کرنے لگا کہ بہت دن ہوئے کہ حضرت کچھ نہیں کھاتے ہین اور مجھے بہ سبب خوف کے پوچھنے کی طاقت نہیں ہے کچھ ارشاد فرمائے کہ بجالاؤں۔ عاشق الٰہی نے فرمایا کہ کبھی کبھی بھنا ہوا گوشت وہی ملا ہوا بنا اور دور سے کھڑا ہوکر پوچھ لیا کر اگرمیں نے طلب کیا تو دیدیا اور اگرمین نے کچھ اور جواب دیا تو واپس چلا گیا خادم نے ایسا ہی کیا دس بارہ روز کے بعد گوشت وہی ملا ہوا لاتا تھا۔ اور دور سے کھڑا ہوکر عرض کرتا تھا کہ حضرت کھانا دل پسند حاضر ہے حضرت عاشق الٰہی کبھی تو کچھ جواب نہ دیتے تھے اور کبھی فرماتے تھے خدا تعالے کچھ نہین کھاتا خادم واپس چلا جاتا تھا۔ کبھی فرماتے تھے ہم بندہ ہین لاکچھ کھائیں اسوقت خادم کھانا روبرو رکھدیتا تھا حضرت اسمیں سے کچھ گوشت کھاتے تھے اور بقیہ کیواسطے فرماتے تھے کہ کنوئین مین ڈالدے الغرض حضرت کے فرمانے کی بموجب ایک مدت تک یہ ہی صورت رہی ایک روز خادم کو کچھ کام درپیش ہوا حضرت عاشق الٰہی کے کھانے کیواسطے اپنے لڑکے سے کہ کر چلا گیا۔ خادم کا لڑکا روز کھانا لے جاتا تھا۔ عاشق الٰہی نے بہت دفعہ کھانا تناول نفرمایا۔ ایک روز فرمایا لاکھائیں لڑکے نے کھانا حاضر کیا آپ نے کچھ اسمین سے کھاکر باقی کیواسطے فرمایا کہ اسکو فلانے کنوئیں میں ڈالدے لڑکے نے وہاں سے واپس آکر اپنے دلمین خیال کیا کہ ایسی عمدہ نعمت کو جو ایک کامل ولی کی بچی ہوئی غذا ہو کنوئین مین ڈالنے سے کیا ہوگا اسکو آپ کھانا چاہیے کنوئین مین ڈالنا نہیں چاہیئے۔ کھاتے ہی اسکا حال دیگر ہوگیا اور گھر پہنچتے ہی مرنے کے قریب ہوگیا اور مرتے وقت کہا۔

کہ یہ حضرت کی نافرمانی کی سزا ہے کہ انکے حسب الارشاد میں نے طعام کو کنوئیں میں نڈالا
میں نے خود کھانے میں دلیری کی۔ اس لڑکے کی تجہیز و تکفین کی تجویز ہو رہی تھی اتفاقاً
اسکا باپ وو یعنے خادم مذکورہا سفر سے آگیا اور اس نے یہ حقیقت دیکھی اور کہنے لگا
کچھ غم نکرو اب وقت نہیں رہا ہے اس نعش کو یونہی رہنے دو کل جو کچھ ہونا ہی سو ہو رہیگا۔ خادم دوسرے روز کھانا تیار کرکے اور مردہ لڑکے کو اپنے ہمراہ لیکر مقررہ فاصلہ
پر حضرت عاشق الٰہی کے روبرو کھڑا ہوا اور مرے ہوئے لڑکے کی پشت اپنی سینہ سے
باندہی۔ طعام گوشت کو لڑکے مردہ کے دونوں ہاتھونپر رکھکر اور اس لڑکے کی دونوں
ہاتھ اپنے ہاتھوں سے مضبوط پکڑکر پیچھے سے آواز دی کہ کھانا حاضر ہے حکم ہوا لاکھائیں
لفظ لاکے کہتے ہی وہ جوان یعنے مرا ہوا لڑکا خدا کی قدرت سے زندہ ہو گیا اور کھانا لئے
ہوئے حضرت کے سامنے دوڑا گیا اور آپکے دیدار مقدس سے بزرگی حاصل کی باپ
اور لڑکا دونوں خوشی خوشی اپنے گھر گئے اور اپنے اور بیگانے سب مبارکباد دینے
لگے بڑا تعجب ہوا بیت اولیا راہست قدرت از الہ۔ تیر جستہ باز گردانند زراہ ؎ ؎
ترجمہ خدا کی قدرت سے اولیا کو طاقت ہے کہ چھٹے ہوئے تیر کو رستے سے پھیر دی
کہتے ہیں کہ جب لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ حضرت عاشق الٰہی مردہ سے زندہ کر دیتے
ہیں تو آنجناب وہاں سے اٹھکر موضع بوڑہ کھیڑہ میں تشریف فرما ہوئے اور اس
موضع کو نور سبحانی کا منبع اور فیض یزدانی کا مظہر بنایا کہ ابتک ہر طالب اپنی حاجتوں
اور ہر عاشق اپنے مقصود و محبوب کو حاصل کرتا ہے اور قیامت تک حاصل کرتے
رہیں گے۔

نقل ہے کہ عاشق الٰہی قلندر صاحب گرمیوں کے دنوں مین شہر دہلی کے مینار
کے متصل درس فرماتے تھے اس شہر میں مکھیوں کا ہجوم بہت ہو گیا تھا چنانچہ اسجگہ
کے آدمی مکھیوں سے تنگ اور عاجز ہوکر فریاد کرتے ہوئے آنجناب کی خدمت مین
پہنچے اور رو رو کر سب حال بیان کیا۔ چونکہ خلق اللہ پر شفقت کرنا ذات بابرکات
آنحضرت کا شیوہ تھا مکھیوں کے واسطے اعلام لکھکر آدمیون کو دیا اور فرمایا کہ اسکو

شہر پناہ کے دروازہ پر لگا دو اور فرمان یہ تھا کہ اے مکھیوں دہلی کو چھوڑ دو ورنہ سر کو
اپنے تن سے جدا سمجھو۔ آدمیون نے بموجب حکم آنجناب کے ایسا ہی کیا حضرت
کا فرمان لگاتے ہی مکھیاں ٹڈیوں کی طرح شہر سے اڑ گئین مشہور ہے کہ شہر دہلی مین نام
کو بھی مکھی نرہی بعد چند روز کے شہر والے پھر حضرت کے پاس فریادی آئے کہ حضرت
مکھی بالکل شہر سے چلی گئین لیکن بلا اور وباکی زیادتی سے اب آدمی بہت مرتے ہین۔
عاشق الٰہی نے فرمایا۔ فعل الحکیم لا کلو عن الحکمتہ۔ یعنے مکھیاں خلقت مین انسان کے بدنون
کے زہر دفع کرنے کے واسطے ہین جب زہر کھانے والی چلی گئیں زہر تمکو کھانے لگا
جب آدمیوں نے بہت ہی منت سماجت کی تو آپ نے فرمایا کہ فرمان کو دروازہ پر سے
اُتار لو لوگون نے ایسا ہی کیا اسی روز جسطرح سے مکھیاں شہر سے چلی گئی تھین
پھر شہر مین آگئین

نقل ہے کہ تاریخ دانوں نے ایسا لکھا ہے کہ ایک روز سلطان علاء والدین دہلوی قدس
سرہ جو عقیق کے کان کے موتی اور لجہ التصدیق کے گوہر تھے حضرت عاشق الٰہی کی قدمبوسی
اور ملاقات کے ارادے سے سیر اور شکار کے بہانہ دہلی سے کوچ کرکے قصبہ پانی پت مین آئے
اور قلندر صاحب سے ملاقات کی حضرت نے فرمایا علاء والدین خوب وقت پر آیا ہمارے
واسطے ایک چھتری اور گنبد بنوادے اور قرآن شریف کے حافظ معماروں کو بلا پادشاہ نے
قبول کیا اور آداب بجا لاکر عرض کی کہ حضرت مجھکو بہت دنوں سے آرزو تھی کہ کچھ حکم ہووے
اب کچھ دل پسند کھانے کے واسطے حکم فرمائین آپ نے فرمایا اچھا۔ ایک تین من کھانا اسطرح
سے پکوا کر لا پادشاہ نے حکم دیا کہ جلدی تیار ہووے جب سہنی طعام تیار ہوا تو حضرت
کے روبرو پیش کیا آپ نے اس مین سے تھوڑا سا نوش کیا اور ایک گوشت کی بوٹی
چوس کر آپ نے اپنے ہمنشین شاہ مبارک خان کو دی کہ فلانے کنوئیں مین ڈالدے آپ
نہ کھائیو یہ کہکر باقی کھانا تقسیم کردیا اسی وقت لوگ حضرت کے سامنے آکر عرض کرنے
لگے کہ حضرت مبارک خاں کا حال دیگر ہے اور پیٹ کے درد سے بہت بے قرار ہے
آپکی زبان مبارک سے نکلا کہ ''دو تیر با ہدف رسید'' دو ایک گھڑی کے بعد خبر لگی کہ یا حضرت

شاہ مبارک خان نے وفات پائی آپ نے فرمایا "اناللہ وانا الیہ راجعون" میں کیا کروں خدا کا ارادہ سچا ہے۔ خیر اے سلطان علاؤالدین مبارک خان کو وہان سے اٹھاؤ پادشاہ نے خود جاکر نعش مبارک مبارک خان کو لاکر اُسکی تجہیز وتکفین کی اُس وقت عاشق الٰہی اٹھے اور نعش مذکور کے پاس آئے اور فرمایا اے بابا مبارک خان ہمارے بڑھاپے کی لکڑی ٹوٹ گئی اے دوست اس فقیر کے دن بھی قریب آگئے ہین کہ ہم بھی آتے ہین "یعنے اے مبارک خان ہم بھی بہت جلدی تمہارے پیچھے اس جہان سے رحلت کرین گے" پھر آنحضرت عاشق الٰہی نے سلطان علاؤالدین سے کہا کہ مبارک خان کی بائین طرف ہمارے واسطے چھتری نما گنبد بناؤ جو ہمارے مرنے کے بعد اپنے مقصود یا فاتحہ کے واسطے ہماری تربت پر آئے تو اول برادر مبارک خان کے مزار پر نور الانوار پر فاتحہ دے اور اپنا مطلب اُس برادر سے طلب کرے پھر ہماری تربت پر فاتحہ درود بھیجے یہ فرماکر رونے لگے۔ شاہ مبارک خان نے نوین ماہ جمادی الثانی ۵۰۰؎ ہجری کو وفات فرمائی اور حضرت عاشق الٰہی کے روضۂ معطرہ کے سرہانے کی طرف خوابگاہ اختیار کی اُنکے پاک روضہ کا والان زیارت کرنے والون کا مرجع اور دنیا کے چھوٹے بڑے خدا کے رستے پر چلنے والوں کا مقصد ہے۔ بزرگانِ دین کے گروہ زیارت اور طوائف کرتے ہین اور اس سرمایہ کبرا "یعنے زیارت کو" دین اور دنیا کی پونجی جانتے ہین از حد مشایخ اور اولیاؤں نے اس قطب فلک ولایت مرکز دائرہ ہدایت یعنے محبوب مبارک خاں کی روح سے فیض حاصل کیا ہے اور حاصل کرتے ہین۔ تین روز کے بعد سلطان علاؤالدین عاشق الٰہی سے رخصت ہوکر اور اپنے لڑکے کو شاہ مبارک خاں کے گنبد کے بنوانے کے واسطے چھوڑ کر دہلی کی طرف روانہ ہوئے حضرت عاشق الٰہی بو علی قلندر صاحب کی عمر شریف ایک سو بائیس ۱۲۲ برس کی ہوئی ہے اور اس عمر مین آپ کی چار حالتیں ہوئی ہین۔ اول حالت شباب مین۔ دوسری فتوے اور کتاب مین تیسری مستی کے عالم اور جلال مین۔ چوتھی سکوت اور محو ہو جانے میں آپ کی وفات بوڑہ کھیڑہ مین جو ایک اچھا گاؤں ہے اور کرنال سے دو کوس کے فاصلہ پر ہے

سنہ ۱۲۴ ہجری ماہ رمضان المبارک کی نوویں تاریخ کو مغرب کی نماز کے بعد ہوئی تین
روز تک کسی کو معلوم نہ ہوا کہ آپ نے وفات پائی ہے۔ جب لکڑہارے وہان
پہنچے اور قدمبوسی کے واسطے آپ کے پاس گئے تو دیکھا کہ آپ اس جہان سے اٹھ گئے
ہین لکڑہاروں نے یہ حالت دیکھکر جلدی قصبہ کرنال مین جاکر وہان کے آدمیون کو خبر دی
کہ حضرت عاشق الٰہی اس جہان سے کوچ کر گئے چنانچہ بارہوین تاریخ کو کرنال کے
لوگ یہ خبر سنتے ہی موضع بوڑہ کھیڑہ کی طرف گئے کیا دیکھتے ہین کہ حضرت عاشق الٰہی
روبقبلہ دیوار کرامات اور جال کے درخت کے نیچے عالی چبوترہ پر مستغرق ہین اور
جان خدا کے حوالے کئے ہوئے ہین۔ پاس آکر کھڑے ہوئے تمام جسم مبارک کو ادب
اسجگہ سے اٹھایا اور قصبہ کرنال مین اسی طرح سے لائے کہ آدمیوں کی کثرت کیوجہ سے
اٹھانے کے لئے بہت سوں کے ہاتھ بھی نعش مبارک تک نہ پہنچے کہتے ہین اسوقت
قصبہ پانی پت میں مولانا سراج الدین مکی وغیرہ بزرگ موجود تھے آپ کا مرنے کیوقت
مولانا موصوف سے معاملہ ہوا یعنے اس معاملہ میں حضرت عاشق الٰہی فرماتے ہین کہ یا
مولانا جلدی اٹھو کہ مین نے اس جہان سے کوچ کیا ہے اور مجھے پانی پت مین لے آؤ
اور چھتری نمانے ہوئے گنبد کے اندر دفن کردو۔ حضرت مولانا موصوف نے یہ معاملہ دیکھکر
حضرت عاشق الٰہی کے بھتیجے شیخ احمد زندہ پیر اور اور بزرگان اعیان انصاری
پانی پت والوں کو خبر دی سب اکٹھے ہوکر کرنال کی طرف روانہ ہوئے چنانچہ پہر بھر دن
چڑھا ہوگا کہ کرنال مین پہنچے دیکھا کہ آنحضرت کی نعش مبارک کو کرنال والے غسل
دیکر دفن کرنے کے واسطے آمادہ ہین۔ حضرت شیخ احمد مذکور اور اور پانی پت
والوں نے کہا کہ نعش مبارک چھوڑ دو ہم پانی پت لے جاوینگے اور دفن
کرینگے کرنال والے قیل وقال کرنے لگے کہ اسی جگہ دفن کرینگے۔ کیونکہ قصبہ کرنال
ان حضرت کی ولایت ہے۔ مولانا موصوف نے فرمایا کہ ہم آنحضرت کے حکم کے بموجب
آئے ہین اس کام مین تم انکار نکرو اور یہ شیخ احمد آن جناب کے وارث ہین اس
امر مین انکو اختیار ہے چاہی جہان دفن کرین۔ کرنال والون نے کہا کہ اے مولانا

ولی کا دفن ہونا اپنی ولایت ہی مین اچھا ہے۔ مولانا موصوف نے جب دیکھا کہ طرفین کے درمیان ہنگامہ اور گفتگو بے فائدہ ہو رہی ہے دونوں طرف والوں سے کہنے لگے کس واسطے آپس مین جھگڑ رہے ہو حضرت کی نعش مبارک سے ہی کیون نہ پوچھ لو جو کچھ آن حضرت کی مرضی ہو اسپر عمل کرو۔ طرفین نے اس بات کو قبول کیا اور اس بحث مین تمام دن غارت ہوگیا اور رات ہوگئی دونوں طرف کے آدمی نعش مبارک کے گرد و پیش بیٹھکر فاتحہ و درود اور سورہ اخلاص پڑھنے لگے اسوقت مولانا نے نعش مبارک کی طرف مخاطب ہوکر عرض کی کہ اے عاشق خدا ارشاد فرمائیے جو کچھ آپکی مرضی ہو وہ ہماری رضا ہے۔ طرفین اسپر عمل کرین آپ نے فرمایا کہ اس ولایت مین میرا ہمیشہ گذر ہے۔ کچھ فکر نکرو ہم یہاں اور وہاں ہر جگہ حاضر ہین پر جو کچھ مولانا موصوف فرماتے ہین سو کرد ہر دو طرف کے آدمی آنجناب کی نعش کے حکم کے بموجب مولانا موصوف کے سامنے آئے۔ مولانا نے فرمایا کہ صبح کیوقت جنازہ مبارک پر مالیکوس بلاول راگنی جو آنحضرت کی مرغوب اور خوش طبع ہی گوانا شروع کراؤ اور تابوت مبارک کو علیحدہ علیحدہ کرنال اور پانی پت والے اٹھاؤ جن سے اٹھ جائے وہ ہی اٹھاکر لیجائین اور یہ بھی فرمایا کہ اے یارو اگر گواتے وقت نعش مبارک کو حرکت ہووے تو ہم لے جائیں گے اور اگر بدن مبارک کو جنبش نہ ہو تو اسی جگہ یعنے کرنال مین دفن کرو طرفین اسپر راضی ہو گئے جب صبح ہوئی ڈوم بلاول مالیکوس راگنی گانے لگے اسوقت جنازہ مبارک کے پاس اکثر اہل اللہ اور بزرگ اور سب چھوٹے بڑے لوگ حاضر تھے کہ یکایک حضرت کا ہاتھ مبارک اٹھا اور کفن سے باہر ہوگیا اور آپکا بدن مبارک جنبش کھانے لگا مولانا مذکور نے شریعت کے لحاظ سے اس وقت مطربوں کو گانے سے منع کیا۔ جب گویئے چپ ہورہے تو حضرت مولانا نے کہا یہ آنحضرت کی ایک کرامات ظاہر ہوئی ہے۔ اب اے کرنال والوں نعش مبارک کو اول تم اٹھاؤ جب کرنال والوں نے نعش مبارک کو اٹھانا چاہا جنازہ نہ اٹھا پھر کرنا لیون نے مولانا سے کہا کہ اب تم اٹھاو۔ مولانا موصوف اور شیخ احمد برادر زادہ آن جناب اور

انصاری اور اولاد ملک علی انصاری وغیرہ بزرگان علیہم الرحمتہ والغفران پانی پت والون نے "بسم اللہ الرحمن الرحیم" کہکر جنازہ مبارک کو اٹھاکر صندوق مین رکھ لیا اور پانی پت کی طرف روانہ ہوئے وطن کے آدمی اسی وطن مالوفہ مین آنجناب کو لائے اورشام کے وقت مغرب کی نماز کے بعد بارہوین شہر رمضان المبارک کو جمعرات کے دن دفن کیا بہت سے ولی اللہ چنانچہ حضرت سید محمد گیسو دراز گلبرگی اور حضرت ید اللہ وکہنی اور شیخ عبد الحق دہلوی اور شیخ امان پانی پتی اور حضرت میر مودود لاری اور شیخ عبد الرزاق علوی قادری جھنجھانوی اور شیخ عبد القدس گنگوہی اور حضرت شیخ دوجن چندی اور شیخ موسے زبیری اور شیخ محمد شریف اعظم آبادی نادلی ورشیخ عبد الرسول انبالوی اور شیخ محمد نظام بلخی اور شیخ محمد عثمان پانی پتی اورشیخ احمد زاہد اور شیخ مومن مست بزرگان دین نے لکہا ہے اوراسپر تصدیق کرتے ہین کہ حضرت بوعلی قلندر کی پاک تربت قصبہ پانی پت مین ہے اور وہان سے آفتاب کی طرح فیض ظاہر ہے۔

ذکر اُن اولیاء متاخرین کے بیان مین جنہون نے بعد مرنے حضرت عاشق آلہی کے آپکی روح اور تربت مبارک سے فیض حاصل کیا ہے بترک طور پر اس رسالہ مین درج ہوتا ہے

نقل ہے کہ حضرت قدوۃ المحققین میر محمد مودود لاری پانی پتی قدس اللہ سرہ العزیز کہ حضرت عاشق آلہی کے بڑے مواحدون اور بڑے قریب والون مین سے گزرے ہین بابا نظام الدین ابدال کے مرید تھے جو حضرت سید نعمت اللہ ولی کرمانی کے بڑے خلیفہ تھے۔ میر موصوف نے سفر بہت کیا ہے اور بہت سے اپنے زمانے کے مشایخ سے ملے ہین اور ہمیشہ فیض پہنچایا ہے اور شاگردی اور علم ظاہری مولانا عبد الغفور لاری سے حاصل کیا ہے اور ان ہی کے ذریعہ سے قطب الاخیار مولانا نور الملۃ والدین حضرت مولانا جامی قدس سرہ کی صحبت کی بزرگی حاصل کی ہے اور حضرت مولانا شیخ صدر الدین قونوی کی تصنیفات حضرت مولانا جامی کے روبرو پیش کی ہین اور قدوۃ العارفین

حضرت شیخ عبد الرزاق علوی قادری جھنجھانوی اور زبدۃ الاکابر الشیخ امان پانی پتی اور
حضرت شیخ موسے زبیری اور شیخ فرید الدین کرمانی میر موصوف کی صحبت مین پہنچے
ہین اور اُن سے توحید کا علم تحقیق کیا ہے اور اِن ہی سے فقیری بدرجہ کمال حاصل کی ہے
اور محمد ظہیر الدین بابر بادشاہ غازی کے زمانے مین حضرت میر مودود لاری دریافت کرتے
ہوئے اپنی ولایت سے ہندوستان میں تشریف لائے اور کچھ دن آگرہ میں قیام فرمایا
اور آپکے کمالات کا آوازہ اِس کل گرد نواح مین مشہور ہوگیا۔ حضرت قدوۃ
المحققین یعنے حضرت شیخ امان مذکور جو قدوۃ علمار موحدین اور عمدہ عرفائی مدققین
گزرے ہین۔ اُن دنون آگرہ ہی میں رہتے تھے جب حضرت میر موصوف کی صفا
کی نیک چلنی اور پاکی آپسے سُنی تو حضرت امیر کے پاس آئے اور پہلی شکل دیکھتے
ہی اُن کے جمال باکمال کے عاشق ہو گئے اور حضرت میر مودود کے اصحابوں میں ہوکر بہت
سی توحید اور تصوف کی کتابین مثلاً خصوص الحکم وغیرہ پیش کین اور درجہ کمال کو پہنچ
گئے۔ شیخ امان موصوف حضرت میر موصوف سے جب مکانات کی گفتگو ہوتی تھی
تو پانی پت کی تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت پانی پت بڑا وسیع ہے اور
اولیار کرامات ظاہرہ اور بزرگیوں کے مالک اس جگہ سوئے ہوئے ہین۔ خاصکر عاشقون کے
قبلے اور واصلوں کے پیشوا اور مفتی حجت متین او یعنے حضرت شاہ شرف الدین ابو علی
قلندر عاشق الٰہی دوکہ جنکی انوار کمال کی ترقی آسمان کی ولایت نور ہے اگر حضور کے ارادے کی
باگ اُس طرف متوجہ ہو جائے توہم سب کو بہت بڑی سعادت دارین حاصل ہوا ور آپکی
زیارت دین کے بڑ بڑ بیردن کی روزی ہو۔ حضرت میر مودود لاری نے جواب مین فرمایا
کہ جسوقت عالم غیب سے حکم ہوگا تم کو معلوم ہو جائیگا۔ حتےٰ کہ ایک دن حضرت شیخ امان
موصوف کو حضرت میر موصوف نے پاس بلاکر کہنے لگے کہ اے امان آج رات حضرت
عاشق الٰہی عالم مثال مین مجھو نمودار ہوئے کیا فرماتے ہین کہ اے میر مودود ہم بھی قلندر
ہین اور تو بھی قلندر ہے آکہ ایک ہی جگہ رہین اب اگر خدا نے چاہا ہے تو تیرے کہنے کے
بموجب معہ تیرے ہمراہیوں کے پانی پت چلین گے۔ تھوڑے دنوں کے بعد حضرت میر

ٔسیز ددو دصاحب شہر پانی پت مین تشریف فرما ہوئے اور شیخ امان نے حق شناسی اور
خدمتگاری بہت زیادہ کی۔ حضرت سیر مودود ہمیشہ پاک تربت عاشق الٰہی کی زیارت
کیا کرتے تھے اور حضرت عاشق الٰہی کے قریبیوں میں سے تھے اور انکی روح پاک
سے آپ نے فیض حاصل کیا اور بموجب حکم عاشق الٰہی کے جنگل میں قیام اختیار
کیا حضرت سیر مودود کی وفات عید الفطر کے دن ۹۲۸ ہجری مین ہوئی انکا مزار عیدگاہ
کے قریب قصبہ پانی پت سے باہر مغرب کی طرف ہے۔ ایک بڑے نور اور فیض کی جگہ ہے
نقل شیخ عبدالرزاق علوی قادری جھنجھانوی کی حکایتوں مین ذکر ہے کہ آپ
یعنے حضرت شیخ عبدالرزاق حضرت زبدۃ الاولیا شیخ حسن اعظم خیالی کے مرید
اور خلیفہ ہین۔ اور حضرت میر مودود لاری سے بھی نعمت از خلافت حاصل کی ہے اور
اپنے وقت کے بہت سے ولیوں کی خدمت کی ہے اور کچھ ان سے حاصل کیا اور سلطان
السادات رئیس الاقطاب حضرت سید نور الدین راجو تھے سید راجی حامد کے بیٹے کہ جو
سلطان المشایخ شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی دہلوی کے خاندان کے بڑے خلیفہ
ان کی صحبت میں پہنچکر اپنے خاندان چشت کا پاک خرقہ پہنا ہے اور شیخ عبدالقدوس
گنگوہی نعمانی کی صحبت میں رہتے ہین۔ اور وحدانیت کے آسمان کے آفتاب حضرت
قلندر عاشق الٰہی کی روح پاک سے سب کچھ اور بے شمار نوازشیں اور نعمتیں حاصل کی ہین
اور قطب الاقطاب فرد الاحباب محبوب سبحانی غوث الصمدانی سید محی الدین ابو محمد القادر
جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کے ساتھ کمال درجہ کی نسبت ہے کہ ہمیشہ آنجناب سے بشارتاً
فیض یاب ہوتے تھے۔ شیخ صابر صدیقی کہ شیخ عبدالرزاق موصوف کے بڑے مریدوں
میں سے گذرے ہین اور شیخ صابر شیخ عبدالرزاق موصوف کے ہم رازی اور خصوصیت
میں خاص تھے کہتے ہین کہ حضرت شیخ عبدالرزاق مجھسے بارہا کہتے تھے کہ ہم کو حضرت عاشق
الٰہی کی تربت پاک کا طواف ہر رات حاصل ہوتا ہے۔ خصوصاً ان دنوں سے کہ جب سے
فرمانروایان معنی کے درجہ مین ہوا ہوں اور یہ سبب جمع ہونے ارباب مسکوت صفا کی جو علوی یا
سفلی عالم سے اس صدر نشین مسند قطبی و غوثی کی خدمت مین آتے ہین ہر رات کو مین نے

اپنے اوپر لازم کرلیا ہے اور اتبک یہ نیک بختی مجھسے دور نہیں ہوئی ہے۔ شیخ صابر نے
لکھا ہے کہ اس بات کے سننے سے میرے دلمین ایک خیال پیدا ہوا کہ ہر رات جھنجھانہ سے
پانی پت میں پہنچنا اور بزرگون کی جماعت کے ساتھ صحبت اور جناب قلندر الٰہی سے
ملاقات کا ہونا ناممکن معلوم ہوتا ہے اور جھنجھانہ پانی پت سے چودہ کوس ہے اور دریا
جمنا بیچ مین آتا ہے خدا معلوم کہ حضرت شیخ عبدالرزاق کا یہ ارادہ کیسا ہے مین اس
بات کی تحقیق کے واسطے ایک کونہ میں کہ حضرت شیخ عبدالرزاق کی وہان نشستگاہ
تھی اپنے سر پر پر دہ سی ڈالکر کھڑا ہو گیا آدھی رات گذری ہوگی کہ حضرت شیخ عبدالرزاق
اندر سے ہمیشہ کے موافق باہر آئے اور اسی کونہ میں کہ جہاں میں چھپا ہوا تھا کھڑے
ہوئے اور اشارے سے مجھے بلایا مین نے جاتے ہی زمین پر سر رکھ دیا شیخ عبدالرزاق
نے اپنے دونوں پاؤں میرے کندھوں پر رکھ دیئے اور فرمایا کہ اے صابر اپنی
دونوں آنکھیں بند کرے اور کہو کہ یا حی یا قیوم مین نے شیخ کے فرمان پر عمل کیا پھر
ایک لمحہ کے بعد فرمایا۔ کہ آنکھیں کھول مین نے دیکھا۔ کہ مین قصبہ پانی پت مین حضرت عاشق
الٰہی کے روضہ منورہ کے دروازہ پر کھڑا ہون حضرت شیخ عبدالرزاق روضہ
کے اندر گئے اور مجھکو یقین دلانے کے واسطے ہمراہ لیگئے مین نے دیکھا کہ جناب عاشق
الٰہی اور حضرت صاحبزادہ مبارک خان ایک دوسرے کی بغل مین ہاتھ ڈالے ہوئے
خوابگاہ سے باہر ہوا خوری کر رہے ہین جون ہی شیخ عبدالرزاق کو دیکھا فرمایا کہ برادر
عبدالرزاق آفرین آفرین آ آ شیخ مذکور کو اپنے درمیان میں جگہ دیکر تھوڑی دیر صحبت
رکھی تھوڑی دیر کے بعد شیخ موصوف جناب عاشق الٰہی سے رخصت ہو کر
اور مجھے ساتھ لئے ہوئے حضرت سید الشہدا ء بلندی کے مزار فائض الانوار کی طرف جو
وہان امام بدرالدین عالم کے نام سے مشہور ہین تشریف لے گئے تھوڑی دیر سید الشہدا سے
صحبت کر کے قصبہ جھنجھانہ کی طرف چلے پہر بھر رات رہی ہوگی کہ اس مقام پر جہاں سے
جس طریق سے آئے تھے وہین پہنچ گئے اور مجھکو علیحدہ کر کے خود وضو کرنے لگے معلوم
رہے کہ پانی پت مین شہیدون کے مزار بہت ہین مگر پہلے جو مسلمانون میں سے اس شہر مین آیا

اور کفر کو توڑا اور شہیدی حاصل کی وہ حضرت امام بدرالدین بدر عالم حضرت امام الہمام
امام زین العابدین کے پوتے ہین درود سلام ہو جیوا نپر خدا کا،، کہ انکا مزار فیضوں کے نوروں کا
بھرا ہوا بلندی شہیدوں کے نام سے مشہور ہے اور اس شہر میں انہی کے قدم کی برکت
سے مسلمانی ہوئی توم اسلام کی کسی کتاب میں بھی شہدالبلندی کا احوال نظر نہیں آیا انکی
مقامات اور حالات ہر زمانے مین بہت زیادہ ہین اوران کی کرامتوں اور دلی ہونیکے آثار اور
امارت اور شہادت اور تصرفات آپکے روضۂ مقدسہ پر ظاہر ہین بیان کرنے کی چنداں
ضرورت نہیں ہے۔
نقل روایت ہے کہ جسوقت عاشق الٰہی کو حضرت امام بدرالدین بدر عالم کے مزار کی زیارت
کی آرزو ہوتی تھی بہ سبب زیادتی ادب کے کہ امام موصوف کے ساتھ کرتے تھے دور سے
فاتحہ پڑھتے۔ پاک تربت کے پاس نہ جاتے تھے۔ حضرت امام ابوالقاسم اور امام اسحٰق
جابری کہ قصبہ پانی پت سے دو کوس مغرب کی طرف سوئے ہوئے ہین اور چھوٹے شہید
کہلاتے ہین امام بدرالدین صاحب موصوف کے ہمنشینوں میں سے ہیں اوران کا
روضہ ایک دلکشا اور لطیف مقام ہے اور اسجگہ اور اولیا اور شہید بہت سے ہین۔
نقل ہے کہ حضرت شیخ دوجن جنیدی کے باپ خدا کے بڑے مردوں میں سے تھے
سہارنپور مین رہتے تھے اور کھیتی کیاری کیا کرتے تھے۔ کہتے ہین کہ جب شیخ
دوجن بارہ برس کے ہوئے تو اُن کے باپ نے اُن سے کہا کہ ہم فقیر مرد کھیتی کیاری کیا
کرتے ہین اگر تجھسے کاشتکاری ہو سکے تو ہمارے بیلوں کو جنگل لے جایا کر دوجن نے باپ کا
کہنا قبول کیا۔ ایک روز دریا جمنا میں بیلون کو پانی پلا رہے تھے۔ کہ غیبی مردون مین سے پانچ
آدمی مردانہ خدا مردانہ غیب آپکو دکھلائی دئے ایک حضرت خضر علیہ السلام دوسرے
بوعلی قلندر عاشق الٰہی تیسرے بابا بہلول حصاری چوتھے شیخ بدرالدین سلیمان پانچوین
شیخ سدو بالیسری۔ ان مردان غیب کے دیکھنے سے شیخ دوجن ڈر گئے مردان
غیب بولے کہ ہم سے مت ڈر کیونکہ تو بھی ہم مین سے ہے۔ اور خداوند بزرگ کے
حکم کے بموجب تیرے پاس آئے ہین تاکہ تو بھی خدا کے بھیدون سے آگاہ ہو جائے۔ چونکہ

حضرت دوجن ابھی بچے ہی تھے اور کبھی ایسے بزرگوں کو نہ دیکھا تھا اور بھی زیادہ ڈر گئے۔
حضرت خواجہ خضر آگے بڑھے اور شیخ دوجن کے ہاتھ کو نرمی سے پکڑ لیا اور کہا کہ سامنے آ
دوجن آگے گئے۔ حضرت نے اپنے دونوں انگوٹھے دوجن کے دونوں آنکھوں پر رکھے اور
دیر تک رکھے رہے جب انگوٹھے اٹھائے تو آسمان اور زمین سب شیخ دوجن پر ظاہر ہو گئے
اور غیب کے پانچوں شخصوں سے دوجن کو آگاہی ہو گئی اور خوف دور ہو گیا جب دوجن نے
اپنے میں یہ حالت دیکھی۔ پانچوں مردانہ غیب کے قدموں میں گر پڑے۔ حضرت خواجہ خضر
علیہ السلام نے عاشق الٰہی سے کہا اب دوجن تمہارے سپرد کیا جاتا ہے حضرت عاشق الٰہی
نے بموجب حکم حضرت خضر کے دوجن کو تعلیم دی اور خدا کے سب بھیدوں سے آگاہ کر دیا
اور کہنے لگے کہ اے دوجن باقی ظاہری حصہ شیخ سدو بالیسری سے حاصل کر اور اپنے تئیں
شیخ سدو کے حوالہ کر دہ زندہ ہیں اور انہی کا مرید ہو۔ دوجن حضرت عاشق الٰہی کے فرمانے
کے بموجب شیخ سدو کے پاس گئے اور مرید ہوئے۔ مردان غیب فارغ ہو کر غائب ہوئے
شیخ دوجن ان کے غائب ہونے کے بعد بے خود ہو گئے اور آپ کی خبر نہ رہی اور تین روز تک
اسی جگہ پڑے رہے جب شیخ دوجن کے والدین نے انکو تین روز سے نہ دیکھا ڈھونڈتے ہوئے دوجن
کے پاس آئے اور اپنے گھر لے گئے شیخ دوجن جب ہوش میں آئے تو انکی زبان کلام کرنے سے
بند ہو گئی اپنے اور بیگانوں سے نفرت کرنے لگے انکی والدین کو انکے دیوانہ ہو جانیکا خیال ہوا
جس جگہ کوئی بزرگ یا داتا یا کوئی حکیم ملتا تھا دوجن کو لے جاتے تھے اور کھیتی کیاری سب بھول گئے
چودہ برس اس حالت میں گزرے۔ سنا کہ گنگا پار کوئی فقیر ہے جو کوئی اس فقیر کے پاس
جاتا ہے اور جو کچھ مشکل ہوتی ہے فقیر کی دعا سے حل ہو جاتی ہے شیخ دوجن کے والد
اپنے لڑکے کو ہمراہ لیکر فقیر کی طرف راہی ہوئے۔ جب دریا گنگا کے کنارے پر پہنچے ناؤ نہ
ملی پریشان ہوئے اور حضرت شیخ دوجن کی والدہ رونے لگیں شیخ نے اپنی ماں کو روتے
دیکھا تو چودہ برس کے بعد اس وقت بولے اور کہنے لگے اے ماں کیوں روتی ہو کہا اے
نور چشم خدا سے مدت تک تیرے پیدا ہونیکی دعا مانگتے رہے خدا نے تجھے ہمکو دیا ہم خوش
ہوئے کہ بڑھاپے میں کام آئیگا۔ اب ہم بڈھے ہوئے تو تو اب دیوانہ ہو گیا کہ ہم کو تیری

خدمت کرتی پڑھی وجن ہوئے اسے ماور جو کچھ حق تعالیٰ نے چاہا اور دیا ہے وہ درست ہے
کچھ غم مت کرو اور اپنا مطلب کہو۔ کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ اس دریا سے پار رہوں اور مجھکو فقیر
کے پاس لیجاؤں جو مجھکو اس دیوانگی سے بچاوے وجن ہوئے اسے ماور میری
بھی یہی مرضی ہے لیکن جو تم پار جانا چاہتی ہو تو میں اپنا پاؤں دریا میں ڈالتا ہوں تم پیچھے
پیچھے قلندر قلندر کہتے ہوئے چلے آؤ اور کچھ خوف مت کرو خدا تعالیٰ قادر ہے اور قلندر عاشق
الٰہی شرکو ہے تو کو پار اتار دیتا ہے اسکو دریا میں قدم ڈالا یا دریا میں پار جانیکا راستہ ہو گیا
اور سب راضی خوشی پار اتر گئے والدین نے جب ایسی بزرگی وجن میں دیکھی تو اس سے
ہاتھ دھو بیٹھے اور سمجھ گئے کہ اسکو دوسرا راستہ حاصل ہو گیا جب فقیر کے
پاس گئے اس بزرگ فقیر نے شیخ وجن کو دیکھتے ہی کہا کہ اس دیوانہ کو حضرت عاشق الٰہی
کی درگاہ میں پانی پت لیجاؤ یہ وہاں اچھا ہو گا۔ والدین نے ایسا ہی کیا جب حضرت شیخ
وجن پانی پت میں عاشق الٰہی کے قدموں پر رہتے تو تھوڑے ہی دنوں کے بعد
بلند ہی مقام حاصل کیا اور ان سے ہر وقت عجیب عجیب تصرفات اور کرامات ظاہر ہوتے ہیں
حضرت شیخ وجن نے [illegible] ہجری میں وفات پائی۔ اور شہر جیند میں جو حصار کے علاقہ میں
ہے خوابگاہ اختیار کی آپکا مرقد مبارک نور کی جگہ اور فیض سے پر ہے۔

نقل آخری بزرگ کہتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر اجراوری بن شیخ برہان الدین
بن شیخ فرید الدین کہ نسب آپکا شیخ حضرت عبداللہ زبیری رحمۃ اللہ علیہم تک پہنچتا
ہے اور شیخ موصوف کا نکاس شہر بصرہ سے ہے اور پیدائش آپکی قصبہ اجراور میں
جو روواوہ سرہند کے متصل ہوئی۔ شیخ عبدالقادر توحید اور تصوف میں
زمانہ کے اندر ایک تھے اور سفر بہت کیا ہے اور بہت سے مشایخ اور اولیاؤں سے ملے
ہیں اور ہر ایک سے حصہ لیا ہے اور شمس العاشقین شاہ شرف الدین ابو علی قلندر عاشق
الٰہی سے کامل حصہ حاصل کیا ہے اور بہت سے فیض اور نوازشیں اور نعمتیں حاصل کرکے درجہ
کمال کو پہنچے ہیں جب حضرت شیخ عبدالقادر کسی بزرگ باکمال سے مرید ہونے کی درخواست
کرتے تو وہ کہتے تھے کہ اے شیخ عبدالقادر نہیں معلوم تجھے کس سے حصہ ملیگا۔ البتہ

معلوم ہے کہ کسی اولیا کی روح پاک سے تیرے نصیبہ میں فیض ہے شیخ عبدالقادر
جہاں جاتے یہی جواب ملتا تھا شوق الٰہی کا ولولہ جو بہت تھا تو ایک دن اپنے مکان سے
اٹھ کر جنگل کی طرف گئے۔ تھوڑے دنوں کے بعد شیخ ممدوح عالم میں کیا دیکھتے ہیں کہ
اس جنگل میں کسی شیر نے مجھے گھیر لیا ہے اور وہ شیر ایک عمدہ مکان میں کسی جنگل میں
مجھے لیگیا ہے اور وہاں بیٹھکر کہتا ہے کہ اے عبدالقادر بہت جلد ہی پانی پت آجا کیونکہ
تو بھی ہمارے ہمرازوں میں سے ہے اور تیری نعمت ہمارے پاس ہے اور تیرا حصہ اسی جگہ
ہے جب صبح ہوئی تو شیخ مذکور پانی پت کیطرف روانہ ہوئے کہتے ہیں کہ راہ میں شیخ
عبدالقادر سے بہت سے یاروں کی ملاقات ہوئی شیخ عبدالقادر ان سے کہنے لگے
کہ اے یارو جناب عاشق الٰہی عالم مثال میں مجھے شیر کی صورت میں ظاہر ہوئے اور انہوں
نے فرمایا کہ اے عبدالقادر پانی پت میں جلد آ کہ تو ہمارے ہمرازوں میں سے ہے اور تیرا
نصیبہ اور نعمت اس جگہ ہے تھوڑے دنوں کے بعد شیخ عبدالقادر پانی پت میں پہنچے
اور حضرت عاشق الٰہی کی زیارت سے مشرف ہوکر روضہ منورہ کے دروازہ کے سامنے
کہ جو قبلہ رو ہے بیٹھ گئے۔ جب آدھی رات سے زیادہ گذر گئی تو یکایک روضہ منورہ سے
ایک خوش آواز شیخ کے کان میں آئی کہ آ۔ شیخ عبدالقادر نے عرض کی کہ یا حضرت
روضہ منورہ کا دروازہ بند ہے کیونکر آؤں۔ پھر آواز آئی کہ اٹھ اور اپنے ہاتھ سے
کھول لے۔ شیخ مذکور دروازہ پر آئے اور ہاتھ دروازہ کو لگائے دروازہ کھل گیا
شیخ عبدالقادر ”بسم اللہ“ کہکر روضہ کے اندر گئے دیکھتے ہیں کہ جناب عاشق الٰہی
پاک تربت کے اوپر بیٹھے ہیں اور حضرت صاحبزادہ شاہ مبارک خاں ہاتھ میں پیالہ
لئے کھڑے ہیں حضرت عاشق الٰہی نے فرمایا کہ بابا مبارک خاں اس پانی کے پیالہ کو
عبدالقادر کو دے شاہ مبارک خاں نے وہ پیالہ شیخ عبدالقادر کو دیدیا حضرت
عاشق الٰہی نے فرمایا کہ ”دو پی“ شیخ عبدالقادر اس پیالہ کو سب پی گئے پیتے ہی
مست ہو گئے اور زمین سے لیکر آسمان تک سب ان پر ظاہر ہو گیا۔ صبح کیوقت
جب شیخ مذکور روضہ منورہ کی چھتری سے باہر آئے تو ایک فقیر جسکو سکندر کہتے تھے

اور ایک مدت سے عاشق الٰہی کے روضۂ منورہ کے اس دروازہ پر پڑا رہتا تھا اس نے یہ تمام شیخ کا معاملہ دیکھا تھا کہنے لگا سبحان اللہ ہمکو برسوں گزر گئے کہ حضرت کے دروازہ پر پڑے ہین اور یہ آدمی ایک رات رہا اور نعمت لیکر جاتا ہے شیخ عبد القادر بولے کہ سبحان اللہ داتا دے بھنڈاری کا پیٹ پھٹے اتنا کہتے ہی اس فقیر سکنہ کا پیٹ پھٹ گیا اور جان خدا کے حوالہ کی اس جگہ سے اٹھا کر خواجہ سالار فخر الدین نے روضۂ مشایخ سے باہر فقیر مذکور کو دفن کیا شیخ عبد القادر اپنے وطن کو تشریف لے گئے اور وہین اپنی ولایت اور خوابگاہ اختیار کی اس ولایت کے لوگوں نے حضرت عبد القادر صاحب سے فیض حاصل کیا ہی اور کرتے ہین۔

زبدۃ العلمائے شریعت قدوہ محققان حقیقت کہتے ہین کہ ایک رات برسات کے موسم مین حضرت عاشق الٰہی کے مزار مبارک کے طواف کے واسطے گیا مین نے دیکھا کہ حضرت عاشق الٰہی اپنی تربت پر سر رکھے ہوئے ہین اور دائیاں ہاتھ بائیں زانوں پر رکھے ہوئے ہین مجھے خوف معلوم ہوا در میں کھڑا رہگیا اسی اثنا میں شیخ محمد عثمان نے جو حضرت عاشق الٰہی کے بھتیجے اور مریدوں مین سے تھے میرا ہاتھ پکڑ کر جلدی سے مجھے حضرت عاشق الٰہی کے قدموں میں ڈالدیا اور کہا اے حضرت عاشق خدا یہ میرے استاد ہین مین حضرت شیخ محمد عثمان کے وسیلہ سے حضرت عاشق الٰہی کی زیارت سے بہرہ مند ہوا تھوڑی دیر میں حضرت عاشق الٰہی اور شیخ محمد عثمان دونوں میرے سامنے سے غائب ہوگئے میں فاتحہ پڑھکر اپنے گھر واپس آیا۔

نقل ہے کہ ایک رات حضرت عاشق الٰہی کے روضۂ منورہ کا چراغ گل ہوگیا آپنے اسی وقت حضرت شیخ محمد عثمان سے فرمایا کہ اٹھ اور نیند سے ہوشیار ہو دیکھہ ہمارے روضۂ منورہ کا چراغ گل ہوگیا ہے۔ شیخ مذکور جاگے اور اپنے گھر سے باہر آئے اور روضۂ منورہ میں پہنچے دیکھا کہ چراغ گل ہے جلدی سے چراغ روشن کرکے اپنے گھر واپس آئے بہت دفعہ یہی صورت ہو جاتی تھی حضرت عاشق الٰہی کی نظر عنایت اور مہربانی حضرت شیخ محمد عثمان پر بہت رہی ہے چنانچہ ایکروز شیخ محمد عثمان پانی پت کے بہت سے بزرگون

اور خادموں اور اپنے بھائیوں کے ہمراہ حضرت پیر دستگیر غوث الاعظم ابو محمد عبد القادر
جیلانی قدس سرہ العزیز کے عرس شریف کی مجلس در میر سید محمد طاہا قادری کی ملاقات
کے واسطے قصبہ کنانہ مین گئے جب یہ خبر سید محمد طاہا کو لگی۔ پیشوائی کے واسطے دریا کے
کنارے تک آئے اور ان سب پانی پت والوں سے ملاقات کی در مجلس شریف مین
انکو لے گئے سب پانی پت والے بزرگ مجلس شریف میں شامل ہوئے اور کونین کی
نیک بختی حاصل کی اور تین روز تک وہاں رہے چوتھے روز فجر کیوقت سب بزرگ
سید موصوف سے رخصت ہوئے اور وہاں سے سیر کرتے ہوئے پانی پت کی طرف راہی
جب دریا جمنا پر پہنچے کشتی تلاش کرنے لگے۔ اتفاق سے آندھی در کالی گھٹا اٹھی اور بہت
زور سے مینہ برسنے لگا سب جان بلب ہوئے اور مینہ برستے برستے رات بھی ہوگئی یاروں نے
شیخ محمد عثمان سے کہا کہ اسوقت کیا کرنا چاہئے شیخ مذکور بولے کہ اب کنانہ میں تو جانا مناسب
نہیں ہے خدا کی مرضی پر راضی رہو در "علے کل حال" اے بھائیوں اسوقت اپنے مرشدوں کو
یاد کرو شاید پیروں کی مدد ہمارے لئے بہتر ہو جو اس بلا سے نجات پائیں سب بزرگوں نے
قلندر قلندر کہنا شروع کیا سب قلندر قلندر کہہ رہے تھے پانچ اولیا مردان غیب ان سب
کو دکھلائی دئے۔ ایک قلندر عاشق الٰہی دوسرے شمس الدین ترک پانی پتی سوم شیخ
جلال الدین چشتی۔ چوتھے حضرت محبوب سبحانی کے بھانجے سید محمود۔ پانچویں سید محمد طاہا
مذکور کنانوی کہنے لگے تم مت گھبراؤ اور کشتی کو دریا میں سے کنارے پر لائے اور کہا کہ
تم سب سوار ہو جاؤ اور سید موصوف سے کہا کہ ان ہمارے خادموں کو صحیح سلامت
قصبہ پانی پت مین پہنچا دو اور شیخ محمد عثمان ہمارا لڑکا ہے اے سید اسکا ہاتھ پکڑو سید
موصوف نے حضرت عاشق الٰہی در پیران عظام کے حکم کے بموجب سب کو کشتی مین
سوار کیا اور صحیح سلامت دریا سے پار اتار دیا اور سب راضی خوشی پانی پت میں پہنچ گئے
تھوڑی دیر کے بعد سید محمد طاہا پانی پت میں آئے اور حضرت عاشق الٰہی کی زیارت
کر کے بارہوین ذی الحجہ سنہ ۸۵ ہجری کو وفات پائی انکی قبر حضرت ابو علی قلندر عاشق الٰہی
کے روضۂ منورہ کے متصل سرہانے کی طرف ہے۔

نقل بحر الاسرار میں جو شیخ جمال محمد بن شاہ مزکی بن شیخ محمد بن حضرت شیخ عبد الرزاق
قطب اکبر جھنجھانوی قادری کی تصنیف سے ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت عاشق الٰہی کے عرس
مبارک کے دن جو رمضان کے مہینے کی چھ تاریخ سے تیرہ تاریخ تک ہوتا ہے شاہ مبارک خان
کی پاک روح جو عاشق الٰہی کے ولی محبوب تھے بطریق باد مجسم کے باطنی عالم میں شیخ عبد الرزاق
کے پاس دعوت کے لئے بلانے آئی اور خوشخبری دی کہ بہت سے اولیا مرے ہوئے زندہ
عرس میں حاضر ہیں اور حضرت عاشق الٰہی نے اے شیخ عبد الرزاق آپ کی بھی دعوت کی
ہے کہ ایک برس ظاہری طریق سے حاضر ہو کر ہمارے پاس آئیں کہ ہم تمہارے منتظر ہیں
حضرت عبد الرزاق بموجب فرمانے مبارک خان کے جہاں اور اولیاؤں کی روحیں اور عاقبت
لوگ جمع تھے حاضر ہوئے۔ اور حضرت عاشق کے روضہ منورہ کے اندر سماع اور شوق الٰہی
کی مجلس ہو رہی تھی اور ڈوم گا بجا رہے تھے اس اثنا میں ایک صوفی کو حال آگیا
قاضی خواجہ جہاں جو حضرت عاشق الٰہی کے مریدوں میں سے تھے صوفی کو پکڑ رہے تھے
کہ زمین پر گرے اور خود روئے جاتے تھے۔ سارے اولیاء اللہ یہ حال دیکھ رہے تھے اسوقت
شیخ الاسلام حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین چشتی حسن سنجری قدس اللہ سرہ العزیز
نے فرمایا کہ اس قاضی کو صوفی کی نسبت زیادہ شوق و ذوق ہے یہ کون شخص ہے حضرت
عاشق الٰہی نے فرمایا کہ اخوی عبد الرزاق کے دوستوں میں سے ہے حضرت خواجہ صاحب
موصوف نے فرمایا کہ اے عاشق الٰہی کیوں اجازت نہیں دیتے کہ قاضی کو بھی حال آجاوے
حضرت عاشق الٰہی گنبد مبارک سے اتر کر قاضی کے پیچھے مجلس میں آئے اور اپنا ہاتھ قاضی
کے کندھے پر رکھا قاضی خواجہ جہاں صاحب نے پیچھے کو جو دیکھا تو حضرت عاشق الٰہی دکھائی
دیئے دیکھتے ہی مستوں کا سا نعرہ مارنے لگے اور اسی شوق اور کیفیت سے مجلس کو
تمام کیا اور مجلس سے فارغ ہو کر گھر جانے سے پہلے پانی پت سے بے اختیار جھنجھانہ میں پہنچے اور
ہزارہا مرتبہ اس ماجرے کو دیکھا جو اوپر بیان ہوا ہے۔

نقل ہے کہ ایک دفعہ عارفوں کے بادشاہ شیخ عبد الرزاق موصوف شروع ملاپ میں
موضع بوڑھ کھیڑہ میں جو قصبہ کرنال کی نواح میں ہے اور عاشق الٰہی کا مقام ہے معتکف ہوئے اور

چند روز وہاں قیام کیا ایک روز خدا کی یاد میں مشغول تھے کہ برابر میں سے زمین پھٹی اور ایک برتن خزانے سے بھرا ہوا نکلا اور اس برتن میں خزانہ الٹ پلٹ ہوتا تھا غیب سے آواز آئی کہ لے عبدالرزاق اس خزانہ کو جتنے تجھے بخشا دے۔ عبدالرزاق نے توفیق الٰہی سے مستفید ہو کر عرض کی کہ اے خداوند تو خود دانا بینا ہے کہ مجھے تیرے سوا کچھ نہ چاہیے سوائے تیرے مجھے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آواز آئی کہ اے عبدالرزاق خزانہ بھی ہمارا ہے اور تو بھی ہمارا ہے جسقدر تجھے چاہیے لے لے۔ شیخ عبدالرزاق نے عاجزی سے وہی لفظ زبان سے نکالے کہ مجھے تیرے سوائے کسی کی ضرورت نہیں۔ پھر حکم ہوا کہ یہ خزانہ مدت سے کسی ولی کامل کے ہاتھ کا آرزومند ہے اس خزانہ کو ہاتھ لگا تا کہ بارگاہ میں یہ خزانہ قبول ہو اور سب نے تھوڑا لے جسقدر تیرا دل چاہے لے۔ شیخ عبدالرزاق نے مجبور ہو کر اور بسم اللہ کہکر اس خزانہ میں سے تھوڑا سا لیا۔ دیکھا کہ تانبے کے پانچ بہلولی سکہ ہیں اسی پر صبر کیا اور مناجات پڑھنے لگے کہ اے خدا تجھپر ظاہر اور باطن کچھ پوشیدہ نہیں ہے اور تو تمام کے بھیدوں کا جاننے والا ہے۔ اور میں سوائے تیرے ذات پاک کے دوسرے کا خواستگار نہیں اور نہ ہونگا۔ بعد ازاں اس جزوی سکوں کو اپنی حاجت میں صرف کیا اور خداوند کریم کا شکر کیا اور حضرت عاشق الٰہی کی ذات پاک سے ممنون ہوئے۔ اے عزیز یہاں سمجھنا چاہیے کہ یہ جو پانچ عدد سکے شیخ عبدالرزاق کے ہاتھ میں آئے نہ چار آئے اور نہ چھ آئے یہی میں بھید ہے اول ارکان مشہور ہیں یہی پانچ ہیں دوسرے دو ہاتھ دو پاؤں ایک سر اور ہاتھ میں انگلی بھی پانچ ہیں اور اعضا رئیسہ یعنی دل جگر گردہ۔ پتہ۔ تلی بھی پانچ ہی ہیں اور پانچ خزانہ بھی مشہور ہیں اور چار خلیفہ مع سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی پانچ ہیں۔ اور ذات افضل موجودات اپنی اہل بیت کے ساتھ شرف الاسمار سے پانچ پاک تن مشہور ہیں۔ اور اسم ذات اللہ کا جو کل صفتوں سے اعلیٰ ہے اس میں بھی پانچ حرف ہیں۔ اور نیز ذات کا ظہور بھی پانچ مرتبہ ہوا ہے۔ اور سالک در واصل کی بھی پانچ مقام بتلاتے ہیں۔ ناسوت۔ ملکوت۔ جبروت۔ لاہوت۔ ہاہوت۔ مراتب کا بیان سب پر ظاہر اور باہر ہے۔

نقل ہے کہ شیخ عبدالرسول اہل فضل اور کمال کے صاحب در آخری شیخوں کی زبدہ
قدس سرہ سکنہ قصبہ انبالہ قصبہ پانی پت کے اولیاؤں کے مزاروں کی زیارت کیواسطے
تشریف لائے اور دوپہر کیوقت پہلے حضرت عاشق الٰہی کے مزار پر پہنچے روضۂ منورہ کے
اندر گھسے کیا دیکھتے ہین کہ اندر حجرہ کے متصل چراغدان کے پیچھے چارپائی بچھی ہوئی ہے اور ایک
شخص اس چارپائی پر کافوری چادر تانے سو رہے ہیں شیخ موصوف نے یہ حالت دیکھکر تعجب
نہ کیا اور شاہ مبارک خاں کی تربت طیبہ پر فاتحہ کیواسطے چلے گئے اور بعد فارغ ہونیکے حضرت عاشق الٰہی
کے پاک مزار پر آئے دلمین کہنے لگے کہ یہاں کے خادم بہت بے ادب اور گستاخ ہین یہ کیا جگہ چارپائی
بچھانے اور سونیکی ہے یہ مکان تو اعلی ہے ہر بار یہ خیال شیخ موصوف کے دلمین گذرتا تہا جب
حضرت عاشق الٰہی کی تربت کے روبرو فاتحہ پڑھنے کو ہوئے تو حضرت نے کافوری چادر اپنے
اوپر سے الگ کرکے فرمایا کہ اے عبدالرسول تجھکو ہماری خادموں کی طرف سے کیا خیال پیدا ہوا ہے
گھر کے مالک کو اختیار رہے چاہے باہر سوئے خواہ اندر سوئے تجھکو فاتحہ اور درود پڑھنے سے کام
ہے چون چرا سے کچھ کام نہیں ہے یہ عاشقوں کے بھید ہین شیخ عبدالرسول فرماتے ہین
کہ جسوقت حضرت نے چادر اُٹھائی اور مجھسے یہ باتین کہین مین کانپ اُٹھا اور حضرت عاشق الٰہی
پھر یوں کہنے لگے کہ دوپہر کو سونیکے وقت کسی کے کہاں جانا مناسب نہیں ہے خیر اے
عبدالرسول ہم نے تجھے معاف کیا۔ شیخ عبدالرسول ذکر کرتے ہین کہ مین نے حضرت
عاشق الٰہی سے علیحدگی مین عرض کی کہ میری خطا معاف فرمائیں فی الحقیقت مجھسے قصور ہوا
ہے حضرت عاشق الٰہی نے فرمایا کہ اے عبدالرسول جلدی چلا جا اور اپنے خدا سے خوش رہو
یہ کہتے ہی حضرت بہی اور چارپائی بہی دونوں نظر سے غائب ہو گئے جب شیخ عبدالرسول
روضۂ منورہ سے باہر آئے تو ایک خادم دروازۂ مبارک پر کھڑا تھا کہنے لگا کہ یا میان
صاحب ہم لوگوں کی کیا طاقت ہے کہ روضۂ مقدسہ میں ایسی بے ادبی کرین آپکا اچھا
نصیب ہے کہ حضرت عاشق الٰہی کا دیدار تمکو میسر ہوا شیخ مذکور نے فرمایا خدا کا شکر ہے
کہ مین حضرت عاشق الٰہی کے دیدار سے فیضیاب ہوا۔
نقل ہے کہ حضرت شیخ محمد شریف عظیم آبادی کہ ناولی کہلاتے ہین موضع ناول مین

رہا کرتے تھے اور شیخ ابراہیم صاحب رامپوری سے کے مرید اور خلیفہ اور سجادہ نشین تھے
شیخ ابراہیم نے شیخ محمد شریف کو موضع بوڑھ کھیڑہ کی طرف پانی پت کو روانہ کیا اور
محمد شریف کا ہاتھ حضرت عاشق الٰہی کے ہاتھ میں دیا اور بہت سی نعمت دینی اور دنیاوی
دولت حضرت عاشق الٰہی کی روح پاک سے حاصل کی موضع بوڑھ کھیڑہ مین شیخ مذکور بہت
رہنے لگے جو کچھ شیخ مذکور کو حاجت درپیش ہوتی حضرت عاشق الٰہی دعا مانگتے تھے اور اسکا
پھل پاتے تھے ایک روز حضرت ابراہیم صاحب نے شیخ محمد شریف کو اپنے ساتھ لیکر حضرت
عاشق الٰہی کی زیارت کرائی اور عرض کی کہ یا حضرت عاشق الٰہی محمد شریف آپکا ہی ہے دستگیری
کیجئے حضرت عاشق الٰہی نے عالم مثال مین فرمایا کہ محمد شریف کو چھوڑ جاؤ یہ ہمارا ہی ہے
محمد شریف حضرت عاشق الٰہی کی تربت پاک کے روبرو مراقبہ میں بیٹھے تھے درگاہ حضرت
کے خادم لوگ سہ منی نیاز کا ذکر کر رہے تھے کہ اے حضرت ابو علی قلندر حاجتی لوگ جو تمہاری
درگاہ میں آتے ہین اور نیاز پکاتے ہین ہم کو نہیں دیتے آپ کھا لیتے ہین شیخ محمد شریف
نے بھی عرض کی یا حضرت ابو علی قلندر جو کچھ حکم ہو میں اسپر عمل کروں آپنے فرمایا کہ خادم
لوگ دعوی کرتے ہین کہ نیاز کا کھانا ہمکو نہیں ملتا ہی اے محمد شریف تم حاجیتوں سے کہدو کہ
نیاز کے کھانے کو تین طریق سے تقسیم کیا کرین ایک حصہ درگاہ شریف کے خادموں کو اور
ایک فقیروں کو اور غریبوں کو اور عالموں اور عابدوں کو دیدین اور ایک حصہ اپنے خرچ
مین لائین جو اسطرح پر نیاز کے تین حصہ کریگا اُسکی نیاز قبول ہوگی ورنہ نیاز والے کو
اختیار رہے چاہے سو کرے۔ شیخ محمد شریف نے سر مراقبہ مین سے نکالکر یہ حکم سب کو سنا دیا
ابتک اسی طریق سے نیاز کے حصے کئے جاتے ہین اور یہ معمول جب سے چلا آرہا ہے۔

نقل ہے کہ قصبہ پانی پت مین حضرت عاشق الٰہی سے کے گنبد کی خانقاہ سے کے کوٹھے کے نیچے
اِدھر اُدھر سے سور جمع ہو کر بیٹھا کرتے تھے۔ اور وہین رہتے تھے اتفاقاً ایک جھاڑی کے
درخت کے نیچے ایک سور کے سر مین چلتے وقت کانٹا گھسگیا اور وہ جگہ پک گئی اور سر سوجھ گیا
سور کو بڑی تکلیف ہوگئی یہانتک کہ اسکا کھانا پینا سب چھوٹ گیا مجبوراً اس سخت بیماری
کے سبب وہ سور گنبد پر پڑا رہتا تھا اور کہیں نہیں جاتا تھا پنجشنبہ کی رات کی خواب مین

حضرت عاشق آلہی نے ایک شیخ سے جو خادموں میں سے تھا فرمایا کہ اٹھ صبح ہوگئی اور حکیم
عبدالرحمن کے پاس جلدی جا اور اس سے کہدو کہ درگاہ کا مور گنبد پر بیٹھا ہے اور بیمار ہے اس مور
کے سر مین کانٹا گھس گیا ہے اسکو بڑی تکلیف ہے جلدی اس مور کو تلاش کرکے اسکا علاج
کردے شیخ جب جاگا کیا دیکھتا ہے کہ بڑی فجر کا وقت ہوگیا ہے بموجب فرمانے خواب مین
حضرت عاشق آلہی کے حکیم مذکور کے دروازہ پر جاکر آواز دی حکیم آواز سنتے ہی باہر آیا اور
سلام علیک کی شیخ عطاء اللہ نے ساری کیفیت سلام کا جواب دینے کے بعد حکیم کے روبرو
بیان کی جب حکیم نے مور کا حال سنا تو شیخ کے ہمراہ ہولیا اور دونوں روضہ منورہ کے
دروازہ تک آئے شیخ مذکور نے باآواز بلند مور کو بلایا مور قدرت الٰہی سے گنبد کے نیچے
اترا اور اپنا سر حکیم عبدالرحمن کے زانو پر رکھ دیا جب حکیم نے اسکے سر کو دیکھا تو معلوم
ہوا کہ راد پڑگئی ہے اور پک گیا ہے بڑی ہوشیاری سے مور کے سر کو مواد اور خون سے
صاف کردیا اور زخم پر مرہم لگادیا۔ حکیم ہر روز صبح کیوقت روضہ منورہ کے دروازہ پے
جاتا تھا اور مور اسیوقت گنبد سے اترکر سر کو دکھلا دیا کرتا تھا تھوڑے دنوں مین علاج
سے آرام ہوگیا ایک روز عاشق آلہی نے حکیم سے خواب میں فرمایا کہ اے حکیم عبدالرحمن ہمارا
مور تجھکو دعا دیتا ہے واللہ اعلم۔

نقل ہے کہ شیخ محمد نظام بلخی شیخ جلال الدین تھانیسری کے جو بزرگان وقت میں
سے یکتا تھے مرید اور خلیفہ تھے مدینہ منورہ مین درس فرمارہے تھے اکثر آپکو حضرت عاشق
آلہی کی درگاہ شریف کا شوق بہت تھا اور نیز ایک لڑکے کی بھی تمنا تھی انجام کار مدینہ منورہ
سے رخصت ہوکر ہندوستان کا ارادہ کیا اور معہ اپنے اہل وعیال کے روانہ ہوئے جب قصبہ
تھانیسر میں پہنچے اس جگہ کے آدمی تعظیم کے واسطے آئے اور شیخ محمد نظام مذکور وہاں تین
روز رہے اور حضرت شیخ جلال الدین موصوف سے بیعت حاصل کی تھوڑے دن کے بعد
شیخ نظام نے شیخ جلال الدین اپنے پیر سے ایک لڑکا ہونے کی استدعا چاہی۔ پیر نے شیخ
سے کہا کہ اس کام کے واسطے حضرت عاشق آلہی کی درگاہ شریف مین جاؤ اور لڑکے
کے واسطے وہاں سے مدد مانگو تمہارا کام وہاں جانے سے پورا ہوگا شیخ مذکور بموجب

حکم پیر کے رخصت ہوئے اور معہ اپنے قبیلہ کے پانی پت مین پہنچے اور حضرت عاشق الٰہی کی زیارت سے مشرف ہوئے خادموں نے کہا کہ اول شاہ مبارک خاں کی تربت طیبہ پر فاتحہ دو شیخ مذکور اول شاہ مبارک خاں کی تربت پر پہنچے اور لڑکا پیدا ہونے کی امداد چاہی اور پنج توشہ کی نیاز قبول کی شاہ مبارک خاں کی تربت طیبہ کی زیارت کر کے شیخ مذکور حضرت عاشق الٰہی کی درگاہ شریف میں گئے جب شیخ زیارت کر چکے تو روضہ منورہ کے باہر آئے اور فرزند کیواسطے فاتحہ پڑھی۔ شیخ حمید الدین عارف نے جو شیخ نظام الدین عراقی کے فرزندوں میں سے حضرت عاشق الٰہی کے حقیقی بھائی تھے اور اسوقت زندہ تھے شیخ محمد نظام کے حق مین لڑکے کے واسطے دعا کی اور شیخ کو رخصت کیا جب شیخ نظام الدین تھانیسر مین پہنچے تو اپنے پیر حضرت جلال الدین کے پاس گئے پیر صاحب نے فرمایا کہ اے نظام تیرے لڑکا ہو گا مبارک ہو یہ خوش خبری سنکر نظام حضرت جلال الدین سے رخصت ہوئے اور اللہ کی یاد کرنے لگے۔ تھوڑے دنوں کے بعد شیخ بلخی کی عورت حاملہ ہوئی جب حمل کے دن پورے ہو گئے تو لڑکا پیدا ہوا۔ لڑکا دو برس کا جب ہوا تو ایک دن اس لڑکے کی ماں نے خواب دیکھا کہ حضرت عاشق الٰہی فرماتے ہین کہ ہماری نیاز اب تک نہین پہنچی جلدی بھجوانی چاہیے اس خواب کا بیان بی بی نے شیخ سے عرض کیا اور حضرت عاشق الٰہی کی زیارت کے واسطے شیخ سے طلب کی شیخ نظام نے فرمایا کہ نیاز کسی کے ہاتھ بھجدین گے بی بی نے کہا مجھے خود زیارت کرنیکا شوق ہے کیونکہ جب مین نے حضرت عاشق الٰہی سے لڑکے کی درخواست کی تھی تو یہ کہا تھا کہ جب لڑکا ہو گا تو میں لڑکے کو ہمراہ لیکر نیاز پیش کرونگی۔ شیخ نے جب یہ باتین اپنی بی بی سے سنین تو کہنے لگے کہ اے بی بی عورتون کو اولیا اللہ اور خدا کے مردوں کے پاس جانا نہیں چاہیے کیونکہ شرع میں منع ہے بی بی نے جواب دیا کہ تم مالک ہو جو کچھ سچ تھا مین نے تمہارے روبرو عرض کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اسی رات کو عالم مثال میں حضرت عاشق الٰہی شیخ نظام کو دکھلائی دئیے اور یہ کہنے لگے اے نظام اگر لڑکی اپنے باپ کے گھر جائے تو کیا مضائقہ ہے تیری بی بی سچ کہتی ہے اور تو نہیں کرتا ہے یہ وہ مقام ہے کہ یہاں بالکل چون وچرا نہیں ہے۔ صبح کیوقت شیخ نظام

اپنے گھر سے باہر آئے اور سواری تیار کرکے اپنی بی بی کو معہ بچے کے ساتھ لیکر پانی پت کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت عاشق آلہی کی زیارت کی اور نیاز پیش کی۔
نقل ہے کہ ایک شخص کامل ولیوں کی تلاش میں لاہور گیا اور کچھ مدت وہاں ٹھیرا اور اکثر اولیاؤں سے بعد گزرنے تھوڑے دنوں کے سرہند میں آیا اور وہاں ایک فقیر سے ملے شیخ گل کو دیکھا بڑی مشیخت اور غرور از حد تھا اس شخص نے شیخ گل سے ملاقات کی اور شیخ کا گرویدہ ہوگیا۔ بعد ازاں وہ شخص شیخ گل کا مرید ہوگیا ایک دن اس شخص نے کہا میں پانی پت جانا چاہتا ہوں شیخ گل نے کہا کیوں جواب دیا کہ میرا وطن ہے اور میں وہاں ہمیشہ حضرت عاشق آلہی کی زیارت کے واسطے جایا کرتا ہوں بسبب انکی محبت کے آپ سے اجازت طلب کرتا ہوں۔ شیخ گل ہنسے اور اسکو اپنی طرف مخاطب کرکے کہا کہ اے نادان تو بے وقوف ہے مردہ شیر کے پاس جاتا ہے شیر مردہ سے تو میں بلی زندہ اچھا ہوں اس شخص کا دل حضرت عاشق آلہی کی محبت سے پھر گیا ہے اور دل میں کہنے لگا کہ اے شیخ گل آپ سچ کہتے ہیں مگر مجھکو بال بچوں کی محبت کا بھی خیال ہے اس سبب سے عرض کرتا ہوں کہ اب تو مجھے پانی پت جانیکی اجازت ہی ہو جاوے تھوڑے دنوں کے بعد وہ شخص پانی پت کی طرف روانہ ہوا۔ جب پانی پت کے قریب پہنچا بہت سے قلندر چرم پوش ہاتھ میں لکڑی کا گنکا لئے ہوئے وکھلائی دئے اور اس شخص کو مارنے لگے جب پانی پت کی طرف راستہ بند دیکھا کہنے لگا اے صاحبان یہ عذاب مجھپر کیوں ہے اور کس کے کہنے سے یہ قہر اور غضب مجھپر نازل ہوا فرمایا تو بھول گیا زندہ بلی کے پاس جا تجھے شیر مردہ سے کیا کام ہے اسوقت وہ شخص عاجزی کرنے لگا اور توبہ کرنے لگا مگر قلندروں نے توبہ قبول نہ کی مجبور ہوکر وہاں سے پھر حضرت عبد القدوس گنگوہی کے پاس جو اُن دنوں زندہ تھے گیا اور تمام احوال بیان کیا اور کہنے لگا کہ سوائے آپ کے کوئی حضرت عاشق آلہی کی جو مجھسے تقصیر ہوئی ہے معاف نہیں کرا سکتا خدا کیواسطے اے پیر مدد کرو اور مجھے حضرت عاشق آلہی سے معاف کرادو شیخ عبد القدوس حضرت عاشق آلہی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس شخص کی خطا معاف کرائی۔ بعد ازاں اس شخص کو

اپنے ایک خادم کے ہمراہ پانی پت روانہ کیا اور حضرت عاشق آلہی کی زیارت کرائی اور خود
بھی حضرت عبدالقدوس صاحب حضرت عاشق آلہی کی زیارت سے مشرف ہوکر قصبہ گنگوہ
کیطرف تشریف لے گئے۔ ذکر کرتے ہین کہ جب شیخ گل مرا تو اسکا مہنہ بلی جیسا ہوگیا اور
اسکے منہ سے بلی کی آواز و ماعوں ماعوں نکلتی تھی یعنے اسوقت کوئی بہی ایسا نہیں ہے جو
اس کی مدد اور سفارش کرے آخر شیخ گل مرگیا واللہ اعلم۔
نقل ہے کہ عاشق خدا حضرت شیخ شہاب الدین شیخ امام الدین ابدال کے مرید اور
خلیفہ تھے اکثر خواجہ قطب الدین دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز کی خدمت مین جایا کرتے
تھے اور جو کچھ شیخ کو مشکل بات حل کرنی ہوتی تہی تو خواجہ صاحب موصوف سے دریافت
کرلیا کرتے تھے جو کچھ خواجہ صاحب جواب مین فرماتے تھے اسپر عمل کرتے تھے ایک
روز شیخ شہاب الدین اور اور اولیا اللہ خواجہ صاحب کی خدمت میں موجود تھے اور
خدا کی یاد کرنیکے طریقہ کا ذکر ہورہا تہا خواجہ صاحب فرماتے تھے کہ یاد آلہی اسطرح کرنی چاہیے جسطرح
حضرت عاشق آلہی قلندر پانی پتی کرتے ہین اے بھائیوں شرف الدین قلندر نے
جوانی کے دنوں میں ایسی عبادت کی ہے اور ایسے خدا کی ذات سے محو ہوئے ہین کہ اس قسم
کی عبادت کرتے ہوئے مینے کسی کو نہیں دیکھا ہے جب شیخ شہاب الدینے اس قسم کی باتین حضرت
خواجہ صاحب کی زبان مبارک سے سنین حضرت عاشق آلہی کے دیکھنے کا شوق پیدا ہوگیا انجام کار
ایک روز شیخ شہاب الدین حضرت عاشق آلہی ابو علی قلندر سے ملاقی ہوئے۔ قلندر صاحب اسوقت
علم دین کے درس میں مشغول تھے جب درس سے فارغ ہوئے تو آپس مین راز و نیاز کی
باتین ہونے لگین تھوڑی دیر کے بعد شیخ شہاب الدین وہانسے روانہ ہوئے اور
اپنے مکان پر آئے اکثر اوقات شیخ شہاب الدین حضرت قلندر عاشق آلہی کی خدمت
مین جایا کرتے تھے اور علوم دینی کے درس کرنے کیوقت حاضر رہتے تھے اتفاقاً ایک روز
قلندر صاحب خدا کی یاد کیواسطے جنگل جانے کو تیار تھے شیخ شہاب الدین صاحب نے
اسوقت دریافت کیا کیا سیر کیواسطے تشریف لے جائیگا حضرت قلندر صاحب نے
فرمایا کہ اسوقت مجھے خدا کی یاد کا شوق زیادہ ہے اور وہ بغیر علیحدگی نہیں ہوگا۔

اسواسطے ہم وزیرآباد کے جنگلوں مین جانے کا ارادہ رکھتے ہین شیخ شہاب الدین
نے عرض کی کہ مین بہی چلوں آپ نے فرمایا تمہیں اختیار ہے۔ حضرت عاشق الٰہی یہ فرماکر
روانہ ہوئے جب پہر بھر رات گذر گئی تو شیخ شہاب الدین بہی وزیرآباد کیطرف
روانہ ہوئے آدھی رات حضرت عاشق الٰہی یادگاہ الٰہی پر پہنچے دیکھا کہ ایک
نورانی برج آگ کے ڈھیر کی طرح زمین سے لیکر آسمان تک ستون کی مانند کھڑا ہوا ہے اور
اس برج کے ہر طرف سے اسم ذات کی آواز آتی ہے شیخ شہاب الدین آگے بڑھے
اور دیکھا کہ حضرت قلندر صاحب الٹے کھڑے ہین اور سر آپکا ایک ٹیلے کی نوک پر ٹیکا
ہوا ہے اور پاؤں آسمان کی طرف کئے ہوئے ہین اور خدا کی یاد مین ایسے مشغول ہین کہ
بالکل اپنی خبر نہیں ہے اور خون کے قطرے ہر ایک بالوں کی جڑوں سے جاری ہین
حضرت شیخ شہاب الدین نے جب اس خون کو دیکھا تو معلوم کیا کہ یہ وہ ہی نور ہے جو
زمین سے آسمان تک ایک ستون نظر آتا ہے۔ جب شیخ مذکور نے یہ حال حضرت عاشق
الٰہی کا دیکھا حیرت مین ہوئے اور ششدر رہ گئے جب حضرت عاشق الٰہی قلندر صاحب
شغل سے فارغ ہوئے اور اس حالت سے اس دنیا کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ شیخ شہاب الدین
ہیں دونوں کی ملاقات ہوئی۔ پھر شیخ شہاب الدین دہلی کیطرف روانہ ہوئے اور حضرت
قلندر صاحب اپنے مکان پر تشریف لائے۔ شیخ شہاب الدین کو ایسی صورت بارہا
دکھلائی دیا کرتی تھی چونکہ شیخ شہاب الدین صاحب اکثر حضرت عاشق الٰہی سے صحبت
زیادہ رکھا کرتے تھے اس وجہ سے بہت سے بے خبر آدمی حضرت عاشق الٰہی کو شیخ
شہاب الدین سے بیعت ہونیکی نسبت خیال کرتے تھے۔ حالانکہ حضرت ابو علی قلندر جناب
امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کی روح پاک سے مرید ہوئے ہین۔ اے آدمیوں کیا تم
نہیں جانتے ہو کہ قلندری ہندوستان مین حضرت عاشق الٰہی قلندر صاحب پر ہی ختم
ہوگئی جیسے کہ ولایت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ پر ختم ہوئی مگر مرتضےٰ علی
کا فیض جاری ہے کسواسطے کہ روئے زمین پر کہیں نہ کہین ایک نائب ولی ولایت کا
مالک ضرور رہتا ہے تاکہ خلقت ظالموں کی بلا اور ظلموں سے امن مین رہے۔ فقط

اے دوستوں عرض مجھ گنہگار خاک سار خاک نشین بداعمال روے سیاہ پُرعیب کی یہ ہے کہ خدا اور رسول کے واسطے دعائے خیر سے یاد کریں جو کچھ عیب مجھ غریب کا ظہور میں آئے ڈھانپے۔ اللھم اغفر لمولفہ وقاریہ وکاتبہ یوم القیمۃ بفضلک یا رحمٰن آمین شاہ قلندر صاحب پانی پتی قدس اللہ سرہ العزیز کے ذکر میں نسخہ شرف المناقب ختم ہوا

اعلان

یہ کتاب پہلے منشی جگناتھ صاحب نے ترجمہ کراکر چھپوائی تھی اب میں نے منشی صاحب موصوف سے بعد ادائے معاوضہ زرنقد اس کتاب کے جملہ حقوق تالیف و تصنیف لیکر چھاپی ہی اسواسطے جملہ ناظرین وتاجران کتب وغیرہ سے التماس ہے کہ کوئی صاحب اسکے طبع کا قصد نکریں کیونکہ میں نے اپنے نام اس کتاب کو رجسٹری بھی کرا لیا ہے اور تھوڑے سی فائدہ کیواسطے زیادہ وہ نقصان نہ اٹھائیں ہاں جسقدر نسخہ مطلوب ہون خاکسار سے طلب فرمائیں۔

المشتہر

مرزا محمد عبد الغفار بیگ مالک افضل المطابع دھلی

الٰہی جناب مولوی حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی کا اردو سلیس بامحاورہ معتبر و مستند

ترجمۃ القرآن

جسکی نسبت محققین ہند کے عام علماء فضلاء کے متفقہ الفاظ ہیں کہ سلاست و متانت اور اظہار مطالب و تفہیم معانی کے لحاظ سے اس ترجمہ سے بہتر اور عمدہ اور مطلب خیز ترجمہ ہوا ہی اور نہ ہو سکتا ہے۔ اور جسکی شہرت اور مقبولیت عام نے خواص و عام کی مختلف طبقوں میں وہ شوق اور دلچسپی پیدا کر رکھی ہے کہ باوجودیکہ عرصہ پانچ سال بلکہ اس سے کم ہی کم میں قریباً اٹھائیس ہزار جلدین مختلف صورتوں میں شایع ہوئیں مگر اسکی خواہش و دلچسپی اور شوق ہنوز ویسا ہی تازہ بلکہ روز افزون ہے حق یہ ہے کہ اس ترجمہ کی نظیر سے دنیا کی اتنی بڑی آبادی اس سرے سے لیکر اس سرے تک بالکل خالی نظر آتی ہے۔ فاضل مترجم نے اسکے دلچسپ اور سلیس اور بامحاورہ اور عام فہم اور مستند بنانے میں کوشش کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا یہی وجہ ہے کہ اسکے مطالعہ کرنیوالوں کو قرآن شریف کا مطلب سمجھتے ہیں نہ تو کسی استاد کی امداد کی ضرورت پڑتی ہے نہ چنداں علم و فضل درکار ہوتا ہے۔ بلکہ عام استعداد کا ہر اردو خوان بڑا اور ان پڑھ جاہل اور عالم حتی کہ معمولی عورتیں اور بچے بھی پورا پورا فائدہ اٹھا سکتے ہیں اس لحاظ سے شاید یہ کہنا مبالغہ نہو گا کہ مولوی صاحب کا ترجمۃ القرآن ایک ایسے شفاف اور جلا کیے ہوئے تاون کی خوبصورت عینک ہے جس سے قرآن مجید کے ذاتی انوار اور اصل جوہر جو لوگوں کے قصور استعداد اور ناواقفی زبان کیوجہ سے مکدر اور دھندلے پڑ گئے تھے ہر شخص کو اپنی اصلی صورت میں صاف چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ترجمہ کے ساتھ نہایت مفید حاشیے اور فائدے بھی جابجا چڑھائے گئے ہیں جنسے قرآن کا اہم اور مشکل سے مشکل مطلب بخوبی حل ہو گیا ہے مسائل و احکام کی تحقیقات اور محاورہ عرب کو اردو کی روزمرہ بول چال سے منطبق کرنے میں وہ کوشش کی گئی ہے کہ اس سے بہتر ہو نہیں ہو سکتی غرض کہ دنیا کی تمام مروجہ تفسیرون سے بے پروا کر دینے والا اور کلام الٰہی کا اصلی منشا ہر ایک شخص کے خواہ وہ کسی تہہ کا آدمی ہو ذہن نشین کر دینے والا صرف یہی ایک ترجمہ ہے۔

قرآن شریف و حمائل شریف۔ حسب تفصیل ذیل موجود ہیں۔

قرآن شریف۔ تقطیع ۲۲ - ۲۹ ہے کاغذ ولایتی چکنا سفید نہایت خوشخط۔ اول میں ایک مختصر دیباچہ اور مطالب قرآن کی بسیط فہرست لگائی گئی ہے حنا شدہ قیمت مجلد [illegible]) - بلا جلد [illegible]) روپیہ قرآن شریف متوسط قلم [illegible])

حمائل شریف خورد۔ حمائل ۱۷ - ۲۷ کی تقطیع پر آٹھ صفحہ ایک صفحہ میں صرف متن قرآن اور دوسرے میں ترجمہ اور حاشیہ پر فوائد متن قرآن میں ہر آیت کے متعلق سلسلہ وار ہندسے لگا کر اُنکے مطابق ترجمہ میں نشان لگا دئیے ہیں تاکہ ہر آیت کا ترجمہ باسانی معلوم ہو جائے ہدیہ مجلد [illegible]) ہدیہ بلا جلد [illegible])

حمائل شریف کلان۔ ۱۸ - ۲۲ کی تقطیع پر اسکے اول میں بھی دیباچہ اور مطالب قرآن کی مبسوط فہرست لگائی گئی ہے کاغذ ولایتی سفید چکنا۔ غرض یہ حمائل بہمہ صفت موصوف ہے ہدیہ مجلد [illegible])

ادعیۃ القرآن مؤلفہ شمس العلماء مولوی حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی جس میں قرآن شریف کی تمام دعائیں جمع کی گئی ہیں اور ہر دعا کا شان نزول کہ یہ دعا کس نے کی اور کس موقع پر کی اور کس غرض سے کی پیشانی پر ہر دعا کا خاصہ کہ یہ دعا کس مطلب کیلیے بکار آمد ہے غرض یہ کتاب قرآنی دعاؤں کا مجموعہ ہے بہتر و خالص کی کتاب آجتک نہیں چھپی مولوی صاحب نے یہ کتاب بالخصوص ان لوگوں کے لیے تالیف فرمائی ہے کہ جو آپکے ترجمۃ القرآن سے مستفید ہو چکے ہیں اب تو میں آئندہ اسکی تقطیع بالکل حمائل شریف کے پیمانہ کے موافق رکھی ہے تاکہ تلاوت کرنیوالے دونوں کو ایک جزدان میں رکھ سکے یہ کتاب بلحاظ مسلمانوں کے فائدہ کیلیے تالیف ہوئی ہے قیمت [illegible]

ایجنٹ میرزا محمد عبد الغفار بیگ مالک افضل المطابع و افضل الاخبار دہلی حویلی اعظم خان

نام کتاب	قیمت
صالحات الملقب بہ حیات صالحہ یعنی شمس العلما ڈاکٹر مولوی حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی کے طرز کا ایک جدید ناول ہے کہ جس میں ایک شریف خاندان کا سچا فوٹو اور صالحہ جیسی باتمیز باسلیقہ لڑکی کا کچا چٹھا ہے صالحات پردہ نشین عورتوں میں جگہ پانیکے قابل مہذب مردوں کے دیکھنے کے لائق لڑکیوں کے واسطے عبرت لڑکوں کے لئے نصیحت۔ بادی النظر میں سوتیلی ماں کا قصہ ہے لیکن ضمناً وہ کل باتیں آگئی ہیں جو ہر شخص کو زندگی میں پیش آتی ہیں۔ خواب جو تمام قصہ کی جان ہے دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ دوزخ جنت کی سیر صرف مطالعہ کتاب سے ہو سکتی ہے۔ پھر دہلی کی ٹکسالی زبان قلعہ معلی کے محاورے اور وہ بھی بیگمات کی زبان۔ ممکن نہیں کہ اسکے ایک صفحہ کے دیکھنے کے بعد دلچسپی کا ہاتھ کتاب کو بغیر ختم کئے چھوڑ دے باوجود اسقدر خوبیوں کے قیمت صرف	۱۲/
حیات ولی حیات ولی ایک جدید اور قابل دید کتاب ہے جسمیں عارف باللہ حضرت شاہ ولی اللہ اور انکے محترم خاندان کی سوانح عمری کا دلچسپ اور مفصل حال اور اس بابرکت اور عالی خاندان کی سچی تاریخ ہے جو نہایت مستند تذکروں اور معتبر ذریعوں سے منتخب کی گئی ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب اور انکے خاندان کے متعلق تقریباً دو سو حضرات کے واقعات اور انکے سچے تاریخی مستند اور دلچسپ حالات ولادت و طفولیت اور سن تمیز و طریقہ تعلیم کی پوری کیفیت تحصیل علوم ظاہر و باطن کی دھوم اخلاق و عادات کشف و کرامات ملفوظات و مکتوبات الہامات اور تصرفات علاوہ اسکے کلمۃ اللہ کے لئے [illegible] خاندان کا شجرہ اور حسب و نسب تاریخ کی تکمیل تصنیفات کی تفصیل فضائل و مجاہدات کا سلسلہ آپکی عربی نثر و نظم کا تذکرہ وصال یعنی وفات کا واقعہ غرضکہ شاہ صاحب اور انکے خاندان کے متعلق کوئی دلچسپ حکایت ایسی نہیں جو اس کتاب میں نہ ملے اور آپکی سوانح عمری کا کوئی سانحہ ایسا ہوگا جو اس نایاب مجموعہ میں نظر نہ آئے اس کتاب کے چار حصے کئے ہیں پہلے میں مولینا شاہ ولی اللہ صاحب کے اجداد عظام کے حالات درج ہیں اور دوسرے میں آپکے ننھیال کے بزرگان کرام کی کیفیات تیسرے میں آپکے والد بزرگوار شاہ عبدالرحیم صاحب کے واقعات ہیں اور چوتھے میں خود شاہ صاحب اور انکے چاروں چمکتے ستاروں یعنی مولینا شاہ عبدالعزیز صاحب مولینا شاہ رفیع الدین صاحب مولینا شاہ عبدالقادر صاحب مولینا شاہ عبدالغنی صاحب کے مفصل و مکمل سوانحات اس کتاب کا مطالعہ کچھ ایسا پردہ غفلت اٹھاتا ہے گویا دیکھنے والا خود ان بزرگوں کے متبرک حلقہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اسپر مزید یہ کہ جابجا مفید نوٹ دیئے ہیں اور بلحاظ ضخامت شائقین سے بہت کم دام لئے ہیں یعنی مجلد صرف۔	عا
دہلی گائیڈ المعروف بہ رہنمائے دہلی اگرچہ دہلی میں پہلی سی رونق نہیں رہی لیکن اسکے پورانے کھنڈرات کسیقدر منہدم عمارتوں کے پتھر زبان حال سے اپنے گذشتہ واقعات کا مرثیہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہیں جو بہت سے گرانبہا لعل و جواہر اور بیش قیمت دفینے اپنے کھنڈروں میں پنہاں رکھتے ہیں۔ رہنمائے دہلی انہیں مقامات کی زیارت یا سیر کرنیکے لئے نہایت جانکاہی کے بعد مرتب کیا گیا ہے اگر آپ اس سچے رہنمائے دہلی کو اسکے مشہور مقامات کی یا اجنبی راہوں میں خضر طریق بنالیں گے تو اس تحریری رہنما کے ہوتے پھر کسی تقریری رہبر کی ضرورت نہیں۔ دہلی کے جس مشہور مقام کی سیر مد نظر ہو آنکھ بند کرکے چلے جایئے اسمیں دہلی کی سچی تاریخ اور واقعی حالات قدیم عمارات اور مشہور مقامات قلعہ معلے و بیرون شہر کے دلچسپ واقعات اور بزرگان سلف کے متبرک مزارات [illegible] قابل یادگار عمارات اور مشہور و معروف مقامات کا نہایت صحیح نقشہ اس خوبی کے ساتھ اضافہ کیا گیا ہے جسکو دیکھکر ناظرین اصل و نقل میں ہرگز تفاوت نہ پائینگے اور ہر نقشہ کے ساتھ اسکی عمارت کی کیفیت اور اسکے بانی کی مختصر تاریخ ہے قیمت مجلد صرف	عمہ
دیوان راسخ عاشقان حسن سخن کو مژدہ اور شائقان خوبی کلام کو نوید کہ جناب مولینا مولوی حافظ عبدالرحمن صاحب راسخ دہلوی کا کلام جو عام و خاص میں شہرت پذیر تھا الحمد للہ کہ اب کارنامہ خیالی بصورت دیوان بکوشش طبع ہوکر جلوہ آرائے عالم ہوا اس دیوان کو طرز قدیم کا آئینہ اور طرح جدید کا سفینہ کہیے تو بجا ہے انصاف یہ ہے کہ عاشقان حقیقی و مجازی کے اچھوتے پاک و صاف خیالات کو سلیس و سہل ممتنع اردو میں ظاہر کرنا اگر معجزہ نہیں تو سحر حلال ضرور ہے ترکیب الفاظ غضب ہے اور وضع تشبیہ عجیب طرز استعارات ستم ہے اور طرح کنایات [illegible] انداز اظہار مضامین دلنشین ہے اور تشریح اسرار معنی قابل تحسین تعقید صوری و معنوی سے مبرا ہے اور تقدیم لفظی سے معرا۔ اس کا ہر مصرع اگر کلام ہے تو ہم پایہ الہام ہے اور ہر شعر اگر جادو ہے تو معجز نظام قیمت نہایت کم یعنی مجلد صرف	عا
اردو گنج شایگان ۔ اس عجیب و غریب ۲۵۰ صفحے کی کتاب میں برسات کی سبزہ زار اور روضۂ تاج بی بی کے باغ کی بیخزان بہار۔ دریا کا روح افزا نظارہ یاران ہمدم کی صحبتوں کا اشارہ قلعہ معلی دہلی کے تخت طاؤسی کے نقش و نگار معہ کیفیت دربار۔ زبان کی برائی بھلائی۔ اردو زبان کے تاریخی حالات دہلی لکھنؤ کی بول چال کے کمالات نظم و نثر لکھنے کے سہل طریقہ۔ سیکڑوں ضرب المثال کے مطالب ہزاروں اردو اصطلاحات و محاورات کے معانی تشبیہات و استعارات کی تشریح۔ غلط العام لفظوں کی تعبیر و تصحیح معرب الفاظ کا ماخذ۔ اسم جامد و مصدر و مشتقات کی توضیح۔ ثبوت میں میر۔ سودا۔ نسیم۔ ذوق۔ مومن خان۔ شیفتہ۔ غالب۔ داغ۔ حالی۔ ناسخ۔ آتش۔ وزیر۔ صبا۔ امانت۔ بحر۔ امیر۔ انیس۔ دبیر۔ محسن وغیرہ وغیرہ اساتذہ ماضی و حال کے چیدہ چیدہ با محاورہ	عمہ

جناب شمس العلما ایل ایل ڈی مولوی حافظ نذیر احمد صاحب کی بعض قدیم وجدید تصانیف

الحقوق والفرائض

یہ انسانی زندگی خصوصاً اسلامی زندگی کا ایک نہایت جامع اور مکمل دستور العمل ہے جسے حضرت مصنف دام برکاتہم نے نہایت محنت نہایت عرق ریزی نہایت جانفشانی سے تیار کیا ہے۔ دنیائے اسلام میں اپنے طرز کی یہ پہلی ہی کتاب ہے جو ایک نبض شناس اسلام اور حکیم امت اور علامۂ دہر کے قلم سے خاص موقع ضرورت پر لکھی گئی ہو ایسی جامع ایسی مکمل ایسی مفید کتاب آج تک ہم نے تو دیکھی نہیں امام غزالی کی احیاء العلوم کیمیائے سعادت اور جناب شاہ ولی اللہ صاحب کی حجۃ اللہ البالغہ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی احقاق الحقوق بے شک عمدہ اور اچھی کتابیں ہیں مگر جو جامعیت جو آراستگی جو ترتیب جو تفصیل و توضیح آپ اس میں دیکھیں گے وہ کسی دوسری کتاب میں نہ پائیں گے مصنف علام نے انسان کے تمام تعلقات کو قرآن سے چنکر انسانی فرائض کو الگ الگ کر کے دکھایا ہے ہر ایک فرض کا عنوان نہیے موٹے حرفوں میں لکھا ہوا عنوان کے تلے قرآن مجید کی آیت ہر جلی اور نہایت خوشنما عربی خط میں لکھی ہوئی آیت کے مقابلہ میں ترجمہ ہے اور فٹ نوٹ میں اس کا فائدہ یا شان نزول۔ پھر ایک موٹی جدول کھینچکر آیت کے متعلق معتبر حدیث ہے جسکی ضرورت سمجھی گئی اور جہاں آیت نہیں وہاں نری حدیث ہے۔ آیۃ اور حدیث کے ذیل میں عنوان کے متعلق بہت سے جزوی مسائل کا بیان ہے اور ان سب کے بعد مصنف علام نے اپنی طرف سے توضیح کے طور پر نہایت دلچسپ اور شگفتہ پیرایہ میں ایسی عمدہ اور جامع تقریر کی ہے جس سے تمام مطالب سابقہ پڑھنے والے کے فوراً ذہن نشین ہو جاتے ہیں ہم اس مطلب کو سمجھانے کے لئے خود مصنف دام فیضہم کی زبان سے چند فقرے بیان کرنے مناسب سمجھتے ہیں آپ دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ

"ہم نے انسان کی حالت کو غور سے دیکھا تو اس کو ایک قسم کا مخلوق پایا کثیر العلائق۔ تعلق سے ایک طرف پیدا ہوتے ہیں حقوق دوسری طرف فرائض پھر ہم نے انسان کے تعلقات کی ایک فہرست بنائی فی زعمنا جامع۔ فہرست کا بننا تھا کہ حقوق اور فرائض الگ الگ کھل پڑے۔ پھر ہم نے ایک ایک فرد کی سند تلاش کی اول قرآن مجید سے اور قرآن مجید میں نہ ملی تو حدیث سے پھر جہاں ضرورت دیکھی ہر ایک فرد کے ذیل میں من الترجم کے نام سے کچھ کیفیت بڑھا دی کتاب بنگئی والحمد للہ علی ذلک"

اس کتاب کے دو حصے ہیں پہلے حصے میں خدا کے حقوق کا بیان ہے اور دوسرے میں خدا کے علاوہ دوسروں کے حقوق کا پہلا حصہ زیر طبع ہے اور دوسرا زیر ترتیب۔ غرضکہ یہ کتاب زندگی کا دستور العمل ہے جامع کہ جیسے جیسے معاملات آدمی کو دنیا میں پیش آتے ہیں سب کے بارے میں حکم و ہدایت اس دستور العمل میں موجود ہے اور اس جامعیت کے ساتھ موجود ہے کہ کوئی چھوٹے سے چھوٹا اور جزوی مسئلہ بھی ایسا نہیں جو اس میں نہ ہو اس کی جامعیت کی ادنےٰ مثال یہ ہے کہ مثلاً حقوق اللہ میں خدا کا ایک حق نماز ہے مصنف نے عنوان نماز قائم کیا اور چونکہ طہارت و وضو اور تیمم و غسل وغیرہ شرائط نماز تھے تو مصنف نے اول ان سب کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کر دیا ہے پھر مطلق طہارت نہیں بلکہ اس کے تمام اقسام اور متعلقات اس خوبی سے بیان کئے ہیں کہ آدمی کو جونسا مطلب دیکھنا ہو دیکھ سکتا ہے اور اسے دوسری کتاب کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی پھر نماز میں تمام اقسام نماز اور اس کے شرائط واجبات مستحبات مکروہات اسی بسط و توضیح کے ساتھ بیان کئے ہیں جیسا کہ ہم طہارت میں ذکر کر آئے ہیں اسی پر قیاس کر لو روزے اور حج و زکوٰۃ وغیرہ کو پہلے حصے یعنے حقوق اللہ کی چار قسمیں ہیں اعمال قلبی اعمال لسانی۔ اعمال بدنی۔ اعمال مالی۔ ان میں سے ہر قسم گویا ایک جداگانہ حصہ ہے اور ہر ہر حصے میں کئی کئی فصلیں ہیں مثلاً اعمال قلبی میں اس قدر فصلیں ہیں۔ ایمان باللہ۔ توحید۔ مخالفت شرک۔ رجا۔ خشیۃ اللہ۔ اطاعت۔ ایفاء عہد۔ انابت و رجوع تسلیم و رضا۔ توکل۔ استقامت۔ اعمال لسانی میں۔ حمد و ثنا۔ تسبیح و تقدیس۔ خدا کی عظمت۔ ذکر اللہ۔ ذکر نعمت۔ شکر۔ دعا۔ توبہ و استغفار۔ استعاذہ۔ استعانت۔ خضوع و خشوع۔ تضرع و عجز۔ افترا علے اللہ۔ استہزاء عن آیات اللہ۔ اعمال بدنی میں۔ نماز۔ روزہ۔ حج وغیرہ۔ اور اعمال مالی میں۔ زکوٰۃ۔ صدقات۔ قربانی وغیرہ۔ یہ پہلے حصہ کی نہایت مختصر اور مجمل فہرست ہے۔ رہا دوسرا حصہ اس کی فہرست کی سمائی کے لئے کئی جزو درکار ہیں۔ الغرض الحقوق والفرائض بالکل نئے ڈھنگ اور نئے طرز کا نہایت مفید اور کار آمد دستور العمل کا ایک نسخہ اس کے پاس ہو اور ہر مسلمان کے پاس نہ ہو تو گیا گذرا ہر مسلمان کے خاندان میں تو ضرور ہو ورنہ پھر نہ کہنا کہ ہم کو کسی نے سنایا سمجھایا نہیں اور کہو گے تو سنے گا کون۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن

المشتہر

مرزا محمد عبد الغفار بیگ مالک افضل الاخبار و دہلی پنچ دہلی واقع حویلی اعظم خاں